ایجاد مذہب شیعہ

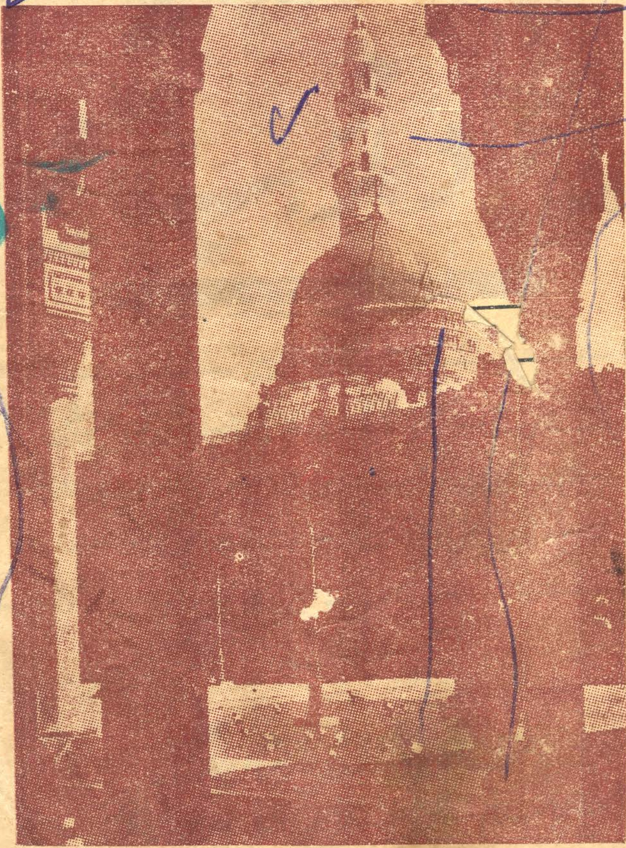

اعلیٰحضرت مولانا اللہ یار خان صاحب دامت برکاتہم

عقیدہ لائبریری
www.aqeedeh.com

یہ کتاب عقیدہ لائبریری سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے.

www.aqeedeh.com/ur/

E-mail: book@aqeedeh.com

بعض مفید اسلامی ویب سائٹس:

www.aqeedeh.com	www.islamic-forum.net
www.sadaislam.com	www.khatm-e-nubuwwat.com
www.zekr.tv	www.kitabosunnat.com
www.kalemeh.tv	www.muhammadilibrary.com
www.ahlehaq.org/hq	www.islamqa.info/ur
www.islamhouse.com	www.quran-o-sunnah.com
www.eeqaz.com	www.deeneislam.com
www.tauheed-sunnat.com	www.nadwatululama.org

ایجاد مذہب شیعہ

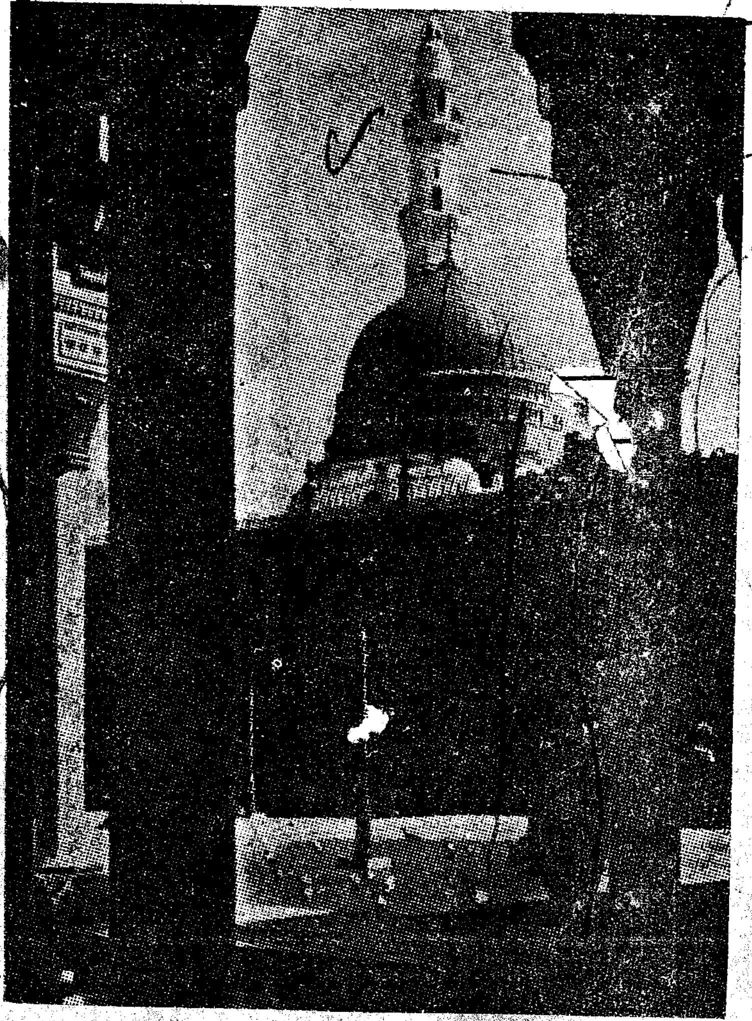

اعلیحضرت مولانا اللہ یار خان صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

ایجاد مذہب شیعہ

جس میں

کتب مذہب شیعہ سے ثابت کیا گیا ہے، کہ شیعہ مذہب کی بنیاد کسی دشمن اسلام نے رکھی ہے یہ مذہب نہ رسول خدا صلعم سے چلا اور نہ بارہ اماموں سے چلا مذہب حق اہل سنت والجماعت ہے اس کے سوا سب مذاہب باطل ہیں

مصنفہ

مولانا مولوی اللہ یار خان صاحب

مناظر اسلام ساکن چکڑالہ ڈاکخانہ خاص میانوالی

بار دوم   تعداد   ہدیہ چار روپے

أعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم ط

بسم الله الرحمٰن الرحيم ط

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام علی عباده

الذين اصطفٰی - اما بعد

جب اللہ تعالےٰ نے دین اسلام کو مکمل کرنا چاہا اور اپنی تمام نعمتیں خلق پر پوری کرنی چاہیں اور ہدایت اور رضامندی کا دروازہ کھولنا چاہا اور ہر قسم کی نبوت تشریعی اور غیر تشریعی کا دروازہ بند کرنا چاہا۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کو مبعوث فرمایا۔ حضور انورؐ نے اپنے منصب رسالت کو اس طرح ادا فرمایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، آپ نے اس جاہل قوم میں آکر تبلیغ و دعوت الی اللہ شروع فرمائی، تو جناب کے شاگردوں اور مریدوں کا ہجوم ہوا، تو اپنے مریدوں کو عقائد و اعمال حلال و حرام سکھلائے اور ان کے نفوس کا وہ تزکیہ فرمایا جس کی مثال سابقہ انبیاء میں بھی تلاش کرنی ناممکن ہے جب دین ہر طرح سے مکمل ہوگیا۔ اور دین میں فوج در فوج لوگ داخل ہوگئے، اور جب آپ اپنے منصب کو ادا کر چکے تو داعی اجل کو لبیک فرماتے ہوئے رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی - جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء جس وقت آپ نے دنیا فانی کو ترک فرمایا تو آپ کے شاگردوں کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ کئی ہزار پر مشتمل تھی بقول ڈاکٹر اسپرنگر چار لاکھ تھی آپ سے۔ حدیثیں نقل کرنے والوں کی تعداد مردوں عورتوں کی جیسا کہ اصابہ کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر موجود ہے:۔

تعداد رواۃ توفی النبی	رواۃ کی جنہوں نے نبی کریم سے حدیثیں

صلے اللہ علیہ وسلم ومن سمع	سُنی ہیں۔ ایک لاکھ سے زائد تھے
منه زيادة على مائة الف انسان	مرد و عورت۔ تمام نے نبی کریم سے
من رجل وامرأة كلهم قد روى	سُن کر حدیثیں بیان فرمائیں اور کوئی
عنه سماعًا ورواية	دوسروں سے سُن کر۔

اس مقدس جماعت کے اندر کوئی ذرہ بھر اختلاف نہ تھا تمام کا ایک ہی عقیدہ تھا۔ جو عقیدہ آج اہل سنت والجماعت ہی کا ہے ان کے اعمال وعبادات میں بھی کوئی اختلاف نہ تھا۔ اگر تھا تو بمقتضائے فہم ورائے تھا۔ جیسا کہ خود سیدنا علی المرتضیٰؓ نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے۔

نہج البلاغہ جلد ۳ ص۱۲۵

والظاهر ان ربنا واحد	ظاہر بات ہے کہ امیر معاویہؓ وغیرہ کا
ونبينا واحد ودعوتنا فی الاسلام	اور ہمارا رب ایک ہے نبی ایک
واحدة ولا نستزيدهم فی الايمان	ہے ۔ اسلام ایک ہے ہم ان سے
بالله والتصديق برسول الله	ایمان میں زائد نہیں ۔ اور نہ وہ ہم
ولا يستزيدوننا الامر واحد	سے زائد ہیں بات ایک ہے۔

اس کلام سے واضح ہے کہ حضرت علیؓ کا مذہب دیگر صحابہؓ سے کوئی علیحدہ نہ تھا ورنہ امیر معاویہؓ کے ایمان کو اپنے ایمان کے برابر نہ فرماتے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ شیعہ نہ تھے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اس وقت تک صحابہ کرامؓ میں اصولی اختلاف کا وجود تک نہ تھا۔ البتہ معمولی عمل میں تھا جیسا کہ دمِ عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں اختلاف ہوا۔

علیٰ ہذا القیاس اس مقدس جماعت میں نہ کوئی جبری تھا، نہ قدری تھا، نہ معتزلی تھا نہ خارجی تھا اور نہ رافضی تھا، کسی شاعر نے خوب کہا ہے

لگایا تھا مالی نے ایک باغ البیا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

حضرات شیعہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ اس مقدس جماعت میں اور آپ کے زمانہ میں صرف چار آدمی شیعہ مذہب کے تھے مگر وہ بھی تقیہ کر کے اندر دل میں تو شیعہ تھے اور بظاہر سنی ہی تھے اور خلفائے ثلٰثہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور مرید بن کر حلف وفاداری دیدی تھی کہ ہم آپ کے کسی امر میں مخالفت نہ کریں گے۔ جیسا کہ خود حضرت علیؓ کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے زمانہ خلافت میں بھی کوئی مخالفت نہ کی۔ اور بیعت پر قائم رہے جیسا کہ احتجاج طبرسی جو شیعہ کی چوٹی کی کتاب ہے کے ص۴۹ پر ہے۔

مامن الامۃ احد بایع مکرھا غیر علی واربعتنا

امت محمدیہ سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت خوشی سے نہ کی ہو سوائے علیؓ اور چار آدمیوں ہمارے کے۔

فائدہ:- بہرحال اگر شیعہ کے ان توہینی خرافات کو ہم مان بھی لیں تو یہ تو ثابت ہوا، کہ بظاہر یہ پانچ بھی سنی مذہب کے مطابق قول و اقرار عمل اور عبادت کرتے تھے، یا کہہ دیں کہ معاذ اللہ ان کی طرح یہ پانچ شیعہ بھی مرتد ہو گئے تھے، اسی رنگ میں رنگے گئے تھے۔ جب پیر و مرشد مسلمان نہ تھا تو مرید کب مسلمان ہوگا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

شیعہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ بعد وفات رسولؐ تمام صحابہ مرتد و کافر ہو گئے تھے سوائے تین آدمیوں کے؟ پوچھا گیا وہ کون تھے۔؟ تو فرمایا مقداد اور سلمان اور ابوذر۔

عن ابی جعفر قال کان الناس اھل الردۃ الا ثلاثۃ فقلت ومن الثلاثۃ فقال المقداد بن الاسود وابوذر الغفاری وسلمان الفارسی

امام باقر فرماتے ہیں کہ تمام آدمی مرتد ہو گئے تھے صرف تین بچے تھے راوی نے سوال کیا وہ کون تھے؟ تو فرمایا مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

(رجال کشی ص۴ مطبوعہ بمبئی)

فائدہ:- شیعہ کی اس روایت نے حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ و حسنینؓ غرضیکہ اہل بیت تک ہاتھ صاف کئے۔

اور شیعہ نے جوش و غضب میں تبرا کا خوب حق ادا کیا۔

فصل الخطاب مطبوعہ ایران کے ص۱۰۹ پر ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت نے رسول کریم سے اتنا علم حاصل کیا تھا جس سے نفاق پر پردہ پڑ جائے نہ غیر کی تبلیغ کی خاطر۔

ناخذوا منہ العلم بقدر ما یحفظون بہ ظاھرھم ویستورن بہ نفاقھم وھذا عند الامامیۃ اوضح من النار

صحابہ کرام نے رسول کریم سے اتنا علم سیکھا تھا جس سے ان کے نفاق پر پردہ پڑ جائے اور اپنے ظاہر کی حفاظت کر سکیں یہ بات شیعہ کے نزدیک آگ سے زیادہ روشن ہے۔

Ahmad Khan

ف: اوّل تو شیعہ کے نزدیک صحابہ کے پاس علم تھا ہی نہیں اور جو علم تھا وہ رسول اکرمؐ سے حاصل کیا تھا۔ وہ بھی بوجہ مرتد ہو جانے کے تمام کا تمام ضائع ہو گیا۔

سوال شیعہ: چار پانچ آدمی جو بچے تھے رسولی علم ان کے پاس محفوظ تھا۔

جواب اوّل:- میں تمام دنیا کے شیعہ کو بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں کہ ان تینوں آدمیوں سے متصل روایت جو مرفوع ہو نبی کریمؐ تک ایک ایک آدمی سے پانچ پانچ روائتیں پیش کریں جو اس طرح ہوں۔

عن سلمان او عن ابی ذر ن	سلمان یا ابوذر غفاری یا مقداد نے
الغفاری او عن المقداد بن الاسود	رسول خدا سے یوں نقل کیا کہ رسول خدا
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم۔	نے فرمایا۔

چلو پیش کرو۔ جب آپ نے ان سے پانچ روائتیں مرفوع رسول خدا نہیں پیش کر سکتے تو پھر انہوں نے مذہب شیعہ کو رسول خدا سے کیسا نقل کیا تھا

جواب دوم:- خود ان تین حضرات کا یہ حال تھا کہ اپنے عقائد دل کی بات اپنے بھائی ہم مذہب کو بھی نہ بتاتے تھے۔ اگر ایک دوسرے کو بتاتا تو یقیناً ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ورنہ فتویٰ کفر کا ایک دوسرے پر لگا دیتے۔ دیکھو اصول کافی صفحہ ۲۵

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام	ابی جعفر صادق سے ہے کہ ایک دن امام
قال ذکرت التقیۃ یوماً عند علی	زین العابدین کے پاس تقیہ کا ذکر ہوا۔ پس

بن الحسین فقال واللہ لو علم ابوذرٍ	فرمایا امام نے قسم خدا کی اگر ابوذر کو سلمان
ما فی قلب سلمان لقتلہ ولقد اٰخا	کے دل کی بات معلوم ہو تو اس کو قتل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کر دے البتہ محقق بات ہے نبی کریمؐ نے ان دونوں
بینھما فما ظنکم بسائر الخلق	کو بھائی بنایا تھا پس کیا خیال ہے تمہارا باقی مخلوق کے ساتھ۔

اور یہی روایت رجال کشی کے صفحہ ۱۲ پر موجود ہے۔

اور فتویٰ کفر والی روایت رجال کشی کے صفحہ ۷ پر موجود ہے۔

عن ابی بصیر قال سمعت ابا	ابی بصیر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے
عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی	سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول خدا نے فرمایا
اللہ علیہ وسلم یا سلمان لو عرض	اے سلمان اگر تمہارا علم یعنی دل کی بات
علمک علی مقداد لکفر یا مقداد	مقداد کو معلوم ہو جائے تو مقداد کافر ہو جائے
لو عرض علمک علی سلمان لکفر	اے مقداد اگر تمہارا حال دل کا سلمان پر پیش کیا جائے تو سلمان کافر ہو جائے۔

فائدہ:- یہ حال تھا ان دونوں بھائیوں کا بھائی بھی وہ جن کو رسول خدا نے بھائی بھائی بنایا تھا پھر باقی ایرے غیرے شیعہ کا کیا پوچھنا۔ اے حضرات شیعہ! جب ان کی یہ حالت تھی کہ اپنا عقیدہ اپنے بھائی کے سامنے زبان پر نہ لاتے تھے تو غیر کو یہ کب بتاتے تھے۔ اگر غیر کے سامنے پیش کرتے تو وہ یقیناً بجائے ایمان کے کافر و اکفر ہو جاتے۔ یہ عقائد ان کو یقیناً رسولؐ نے سکھائے تھے اور بہت سے ایسے خراب اور متضاد عقیدے تھے جن کا انجام قتل و

فتویٰ کفر پر تھا۔ اے شیعہ صاحبان! فرمائیے، انہی سے دینِ شیعہ نقل ہو کر آیا ہوگا؟ یہ تھا حال صحابہ کرام کا شیعہ مذہب میں۔ کہ جس دین کو رسول لے کر آیا تھا وہ ہرگز ہرگز دنیا میں نہیں پھیلا ومن ادعی فعلیہ البیان بالبرھان

اے علماءِ شیعہ! آپ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ مذہبِ شیعہ رسول سے چلا ہے رسول نے اس مذہب کی تعلیم دی۔ آپ کے عقیدے سے تو کوئی مذہب ہی رسولؐ کا ثابت نہیں ہو سکتا شیعہ کا بیان، پس جو دین نبی کریمؐ نے پیش کیا تھا وہ ضائع ہو گیا۔ اول راوی چشم دید گواہ سب بے کار ثابت ہوئے ہیں۔ شیعہ کو یہ بھی اقرار ہے کہ حضرت علیؓ موت تک کوئی عمل وحکم خلافِ خلفاءِ ثلثہ کے جاری نہ کر سکے۔ اور یہ بھی کہ آپ کے شاگرد بہت کم تھے جیسے کہ رجال کشی کے صلا پر موجود ہے۔ کہ میدانِ قیامت میں جناب علیؓ کے ساتھ صرف چار آدمی ہوں گے، باقی دوزخی ہوں گے۔ اول تو کوئی علیؓ کے عقیدہ کا آدمی پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ ان کی خلافت میں۔ اگر ہوا تو حضرت علیؓ اس سے بیزار ہو جائیں گے، قیامت کے دن جس سے علیؓ بیزار ہوا ہم ان کے دین و مذہب سے بیزار ہیں۔ اور ان کی روایت سے بھی بیزار۔ نیز جب خود حضرت علی رضؓ نے خلفائے ثلاثہ کے مذہب کے خلاف کوئی بات اپنے زمانے خلافت میں نہ فرمائی، تو ان چار کو سنی مذہب کے خلاف شیعہ مذہب کی کب تعلیم دی ہوگی؟ اگر شیعہ میں غیرت ہے تو اپنے مذہب پر ان چاروں سے، وہ حضرت علیؓ سے اور حضرت علیؓ رسولِ خدا سے اس طرح کی روایت پیش کریں افسوس کہ روایات تو لیں زرارہ وابو بصیر سے اور نام لیں رسولِ خدا کا۔ دیکھو رجال کشی صلا مذکورہ۔

ثم ینادی منادٍ این حواری	پھر منادی کرنے والا ندا کرے گا کہاں
علی بن ابی طالب وصی محمد بن عبد اللہ	ہیں حواری علی ابن ابی طالب کے جو کہ
رسول اللہ فیقوم عمرو بن الحمق الخزاعی	وصی رسول اللہ کا تھا؛ پھر عمرو بن الحمق
ومحمد بن ابی بکر ومیثم بن یحیی التمار	خزاعی اور محمد بن ابی بکر اور میثم بن یحییٰ تمار
مولیٰ بنی اسد اویس القرنی	مولیٰ بنی اسد کا اور اویس قرنی کھڑے ہوں گے

ف: اویس قرنی کا خواہ مخواہ نام لے لیا۔ باقی عمرو بن الحمق اور میثم اور محمد بن ابی بکر، ان کی زبان سے پانچ حدیثیں مرفوع رسول خدا سے پیش کریں دوئم بالفرض محال ہم بقول شیعہ علیؓ کو معصوم بھی مان لیں تو آگے چل کر چار آدمی پیدا ہوتے ہیں جن سے تواتر نہیں چلتا جب مذہب میں تواتر نہ رہا تو مذہب شیعہ باطل ہوا۔

آگے امام حسنؓ کا زمانہ آیا، تو ان کے متبعین کی جماعت کا حال دیکھیں۔ رجال کشی کے صلا پر ہے: کہ امام حسنؓ کے متبع صرف دو آدمی تھے۔

ثم ینادی منادٍ این حواری	پھر منادی کرنے والا منادی کرے گا کہاں
الحسن بن علی وابن فاطمہ بنت	ہیں حواری حسن بن علی، و ابن فاطمہ بنت
محمد بن عبد اللہ رسول اللہ	محمد رسول اللہ صلعم پس سفیان ابن ابی
فیقوم سفیان بن ابی لیلا الھمدانی	لیلا ہمدانی اور حذیفہ بن السید غفاری کھڑے
وحذیفہ بن اسید الغفاری	ہو جائیں گے۔

ف: سفیان وہ شخص ہے جس نے امام حسنؓ کو بعد صلح امیر معاویہؓ کے مذل المؤمنین کہا تھا۔ یعنی امام کے حق میں گستاخی کی تھی:۔ رجال کشی صلا

فقال لہ سفیان السلام علیک یا مذل المؤمنین

سفیان نے کہا اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تم پر سلام ہو۔

اصول کافی میں پورا باب باندھا ہوا ہے، کہ امام تمام کام بحکم خدا کیا کرتے ہیں۔ امیر معاویہؓ سے صلح بحکم خدا تھی۔ اور سفیان نے حکم خدا کی نافرمانی کی اور امام کے فعل کو ذلیل فعل کہا یہ کب مسلمان رہا ہوگا؟ اگر کوئی دین کا مسئلہ باقی تھا تو امام حسنؓ پر دین رسولی ختم ہو گیا۔ امام کا ساتھی ایک آدمی رہا۔

آگے امام حسینؓ کا حال سنو! شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وفات رسولؐ کریم کے بعد تمام صحابہؓ مرتد اور کافر ہو گئے اور تمام دین رسول کا صحابہ کے زمانہ میں ختم ہو گیا تھا اور ارتداد۔

دوم۔ زمانہ حسینؓ میں طاری ہوا جو ائمہ سے کوئی خبط بے ربط چیز بچی ہوئی تھی وہ بھی اس ارتداد نے ختم کر دی۔ رجال کشی ص۷

ثم ینادی منادٍ این حواری الحسین ابن ابی طالب فیقوم کل من استشهد ولم یتخلف

پھر منادی کرنے والا منادی کرے گا کہ کہاں ہیں حواری حسین بن ابی طالب کے؟ پس ہر وہ شخص کھڑا ہوگا جو ہمراہ حسینؓ کربلا میں شہید ہوا تھا اور پیچھے نہ رہا تھا۔

ف: اس امر کو یاد رکھنا آگے کام آئے گا کہ امام حسینؓ کے متبع وہی لوگ تھے جو اُن کے ہمراہ شہید ہوئے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ مرتد اور غیر ناجی ہیں۔

رجال کشی کے ص۸۲ پر ہے:۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال

امام جعفرؓ نے فرمایا کہ بعد قتل حسینؓ کے

ارتد الناس بعد قتل الحسین صلوات اللہ علیہ الا ثلاثۃ ابو خالد الکابلی ویحیی بن اُم طویل وجبیر بن مطعم

کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے صرف تین آدمی بچے تھے۔ ابو خالد کابلی ویحیی بن ام طویل اور جبیر بن مطعم۔

فائدہ:۔ اس روایت سے صرف تین آدمی استثنا فرمائے ہیں مگر حدیث منادی نے صاف بتا دیا کہ کوئی آدمی نجات نہ پائے گا۔ سوائے ان آدمیوں کے جو امام کے ساتھ شہید ہوئے ہیں لہذا ان تین آدمیوں کو بھی جو مرتد ہونے سے بچے ہیں دوزخی سمجھو۔ کیونکہ امام حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ اور نجات آسمجھ کر ہو گو جو امام کے ساتھ کربلا میں شہید ہوا جلاء العیون کے صفحہ ص۲۰۰ کے تم سے بھی یہی مضمون ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے میدان میں وہی کامیاب ہوں گے جو ہمراہ امام شہید ہوئے تھے نیز رجال کشی کے ص۸۲ پر موجود ہے کہ ابو خالد کابلیؒ حجاج سے بھاگ کر مکہ میں پوشیدہ زندگی بسر کی تھی۔ اور رجال کشی کے اسی ص۸۲ پر یحیی بن ام طویل کے متعلق لکھا ہے کہ اس کو حجاج نے قتل کر دیا تھا۔ اور کشی کے صفحہ ص۷۵ پر ہے کہ ابو خالد کابلی نے مدت تک محمد بن حنیفہ کو اپنا امام بنا رکھا تھا اور غیر امام کو امام بنانے والا شیعہ کے نزدیک کافر ہے۔

وجناب مطلع صاف ہے جس دین کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم لے کر آئے تھے وہ دو ارتدادوں نے ضائع کر دیا۔ باقی ہر امام کے دو یا ایک شاگرد جو تابع تھے۔ اول تو انہوں نے رسولؐ سے مذہب شیعہ کا چلنا بیان ہی نہیں کیا۔ اگر بالفرض بیان کرتے بھی تو مذہب متواتر نہ رہا تو جھوٹ

محض ہوا۔ اور شیعہ کو اس بات کا بھی اقرار ہے، کہ جو مذہب رسول اکرمؐ کے صحابہ کرام کی جمِ غفیر کا تھا، وہی عرب میں اور باہر ملکوں میں بھی پھیلا جیسا کہ فصل الخطاب کے صفحہ ۱۶۴ پر ہے۔

وكون كثير من البلاد فتح خلافة عمر وتلقن اصحاب تلك البلاد سنن عمر في خلافته من نوابه رهبة ورغبة كما يلقنوا اشهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله فنشأ عليها الصغير ومات عليها الكبير۔

اور فتح ہونا بہت شہروں کا زمانہ خلافت عمر میں اور سکھلائے گئے اصحاب شہروں کے عمر کا طریقہ اس کی خلافت زمانہ میں جس قدر نائب تھے عمر کے رہبۃ و رغبۃ یعنی رعب سے یا خوشی سے جیسا کہ ان گاؤں کے لوگوں کو تلقین کلمہ شہادت یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گئی تھی پس اسی طریقہ پہ پیدا ہوا چھوٹا اور اسی پر فوت ہوا بڑا آدمی۔

فائدہ :۔ اسی سے دو امر ثابت ہوئے ایک یہ تمام علاقوں میں مذہب فاروقی ہی پھیلا۔ جو آج اہل سُنت والجماعت کا مذہب ہے اس پر بچے پیدا ہوکر تعلیم پاتے تھے اور اسی پر بڈھے ہوکر مرتے تھے۔ اور دوم یہ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے آگے کوئی کلمہ نہ تھا۔ جیسا کہ علیؓ ولی اللہ وصی رسول اللہ۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایران، عراق، یمن، روم، مصر، شام، عرب افریقہ وغیرہ تمام سُنی مذہب پر تھے۔ شیعہ بعد کو ہوئے۔ چونکہ ان تمام

علاقوں کو عمرؓ، عثمانؓ اور صدیقؓ ہی نے فتح کیا تھا۔ اور جو علاقے فتح ہوئے ان میں دین خلفاء ثلاثہ کا متمکن ہوتا گیا اور جم گیا اور مضبوط ہوگیا تھا۔ جیسا کہ خود حضرت علیؓ کا فرمان ہے نہج البلاغۃ جلد ۳ صفحہ ۲۶۳۔

ووليهم وال فاقام واستقام حتى ضرب الدين بجرانه۔

والی ہوا، ان کا والی یعنی حاکم ہوا مسلمانوں کا تو قائم کیا دین اور خود بھی سیدھا رہا یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ زمین پر رکھ دیا یعنی مضبوط ہوگیا۔

ف۔ اور دُرّۃ النجفیہ شرح نہج البلاغۃ میں ہے کہ والی سے مراد فاروق ہے۔

ووليهم وال المنقول ان الوالي هو عمر بن الخطاب۔

علمائے شیعہ سے منقول ہے کہ حاکم سے مراد فاروق اعظمؓ ہے۔

ف: ثابت ہوا کہ مذہب اہل سنت والجماعت خلافت خلفاء میں خوب زبردست و مضبوط ہو چکا تھا ولنعم ما قال

وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم (قرآن)

اور البتہ ضرور بالضرور مضبوط کر دے گا ان کے لئے دین ان کا وہ دین جس کو خدا نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔

ف: بوعدہ خدائی معلوم ہوا کہ جن خلفا کا دین متمکن و مضبوط ہوگا اور جن کے زمانہ میں خوب طاقت پکڑے گا وہی خلفاء برحق ہوں گے اور باقرار شیعہ خود واضح ہو چکا ہے کہ دین جس کو خدا نے مضبوط فرمایا وہ زمانہ خلفائے ثلاثہ میں مضبوط ہوا اور تمام علاقوں میں پھیلا نہ شیعہ نہ دین شیعہ اور نہ ائمہ شیعہ

بر اقرار شیعہ تین یا دو آدمیوں سے زائد ائمہ کے زمانہ میں پائے ہی نہ گئے تھے۔ لہٰذا نہ دین شیعہ کو تمکن و مضبوطی حاصل ہوئی اور نہ وہ خدا کا دین ہوا بلکہ کسی دشمن دین کا ایجاد شدہ ہے شیعہ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ امام حسنؓ و حسینؓ نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی تھی اور مان کر اپنا پیرو حاکم مان لیا تھا جس طرح حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کر کے ان کو اپنا پیشوا و دین و حاکم مان لیا تھا۔ رجال کشی کے صـ۷۲ پر امام جعفرؒ سے مروی ہے۔

فقال معاویة یاحسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسین علیه السلام قم فبایع فقام فبایع	معاویہؓ نے امام حسنؓ کو کہا، اٹھ کھڑا ہو اور میری بیعت کر۔ پس امام حسنؓ نے بیعت کر لی پھر امام حسینؓ کو کہا کھڑا ہو۔ اور میری بیعت کر پس امام حسینؓ نے بیعت کر لی

ف:- یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں کبھی کوئی شرعی حکم خلفائے ثلاثہ کے خلاف جاری نہیں کیا تھا۔ بلکہ تمام زندگی تقیہ میں بسر فرمائی۔

کیونکہ ان کا کوئی تابعدار نہ تھا جیسا کہ حدیث قیامت سے واضح ہو چکا ہے باقی امام حسنؓ و حسینؓ نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر کے تقیہ میں زندگی بسر کی گویا ساٹھ سال تک جو زمانہ صحابہ کرامؓ کا تھا اُن ائمہ سے دین کی کوئی بات صادر نہیں ہوئی۔

امیر معاویہؓ کی وفات سنہ ۶۰ھ میں ہوئی بیس سال امام حسینؓ اور سات سال امام حسنؓ ان کے تابعدار رہے پس قرن صحابہ میں وہی دین رسول معاذ اللہ تمام کا تمام ضائع ہو گیا۔ مگر کوئی دین و مذہب تھا تو اہل سنت والجماعتہ ہی کا

تھا۔ نہ شیعہ کا۔

تقریر بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ جس دین کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے لے کر صحابہ تک پہنچایا تھا۔ وہ دین صحابہ کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے شیعہ کے نزدیک ضائع ہو چکا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر تین چار آدمی جو بقول شیعہ اس ارتداد سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد طاری ہوا تھا جو بچے تھے وہ تقیہ باز ہونے کی وجہ سے کسی کے سامنے دین رسول کو پیش نہ کر سکتے تھے۔ اگر بفرض محال اس پہلے ارتداد سے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد طاری ہوا تھا۔ اور تمام دین کو اس نے فنا کر دیا تھا۔ دین کی کوئی چیز بچی بھی تھی تو اس کو شہادت امام حسینؓ نے فنا کر دیا تھا۔ کیونکہ شہادت امام حسینؓ کے بعد تمام لوگ کافر و مرتد ہو گئے اور جو تین آدمی اس ارتداد سے بچے تھے وہ بھی میدانِ قیامت میں نجات کے مستحق نہ ہوں گے کیونکہ بقول شیعہ نجات اس کو ہو گی جو امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہو چکا تھا۔ پس ان دونوں ارتدادوں نے پورے دین کا خاتمہ کر دیا۔

اب اگر کوئی شیعہ مذہب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ دھوکا باز ہے اور لوگوں کو فریب دیتا ہے۔

اب میں قرنِ دوم کو لیتا ہوں جو صحابہ کے بعد باقی ائمہ شیعہ کا زمانہ تھا۔ ائمہ کیا فرماتے ہیں؟ امام زین العابدین نے یزید پلید کی بیعت کر کے یزید خبیث کی غلامی کا دعویٰ بھی کیا تھا کہ میں تیرا غلام ہوں۔

(روضۃ الکافی اور جلاء العیون صـ۵۸۸)

یہ امام مدینہ میں رہا۔ اور گوشہ نشین ہی رہا اور امام زین العابدین امام باقر، امام جعفر، ان تینوں کی قبریں جنت البقیع میں ہیں۔ جلاء العیون صـ۲۰۲

نوٹ:۔ مدینہ میں رہنے والی بات کو یاد رکھنا آگے چل کر کام آئے گی۔

امام زین العابدین نے کبھی مذہب شیعہ کی تبلیغ نہ کی تھی۔ اس لئے ان سے مذہب شیعہ کی کتب میں بہت کم روائیتیں ملتی ہیں زیادہ تر مذہب شیعہ کی روایات امام باقر اور امام جعفر سے ملتی ہیں۔ بلکہ تمام مذہب شیعہ کی سنگِ بنیاد ان دو اماموں کی روائیتیں ہیں۔

اب امام باقر کا حال سنو:۔ (اصول کافی صـ۴۹۶ نولکشور)

ثم کان محمد بن علی ابا جعفر	پھر محمد بن علی ابا جعفر، اور شیعہ تھے کہ
وکانت الشیعۃ قبل ان یکون ابو	ان سے پہلے نہیں پہچانتے تھے احکام حج
جعفر وھم لایعرفون مناسک	نہ حلال نہ حرام یہاں تک کہ امام باقر آیا
حجھم وحلالھم وحرامھم حتی	پس اس نے شیعہ پر احکام حج وحرام و
کان ابو جعفر نفتح لھم وبین لھم	حلال کا دروازہ کھولا۔ یہاں تک کہ لوگ
مناسک حجھم وحلالھم و	شیعہ کی طرف محتاج ہونے لگے مسائل
حرامھم حتی صار الناس یحتاجون	میں۔ اس کے بعد کہ پہلے شیعہ لوگوں کی طرف
الیھم من بعد ما کانوا یحتاجون	مسائل حرام و حلال و حج وغیرہ میں محتاج
الی الناس۔	تھے۔

نوٹ: اس لفظ کو خوب یاد رکھنا کہ پہلے شیعہ لوگوں کی طرف مسائل دینی میں محتاج تھے ان کو کوئی علم حلال وحرام کا نہ تھا۔

دوم، حلالھم وحرامھم میں ھم کی ضمیر میں شیعہ کی طرف راجع ہیں یعنی شیعہ مذہب میں جو حلال وحرام ہیں، ان کا علم امام باقر سے پہلے کسی کو نہ تھا۔ نہ کوئی شیعہ مذہب کا حلال وحرام اس وقت تک بنایا گیا تھا۔

سوئم! یہ شیعہ مذہب شیعہ مذہب کے حلال وحرام خدا ورسولؐ کے بنائے ہوئے نہیں۔ بلکہ امام باقر کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور خدا کے حرام کو جو حرام نہ کہے اور حلال کو حلال نہ کہے، اس سے قتال حلال ہے قال تعالےٰ

قاتلوا الذین لا یومنون باللہ	ان سے لڑو جو اللہ اور آخرت کو نہیں مانتے
ولا بالیوم الاٰخر ولا یحرمون ما	اور نہ اللہ اور رسول کی حرام شدہ چیزوں کو
حرم اللہ ورسولہ	حرام مانتے ہیں۔

بلکہ جو شخص حرام وحلال خود بناتا ہے، اس کو قرآن نے مشرک فرمایا ہے۔

مگر یہ تمام امام باقر پر بہتان ہیں اور کذب ہیں۔ لیکن ہم کو ان باتوں سے اس رسالہ میں واسطہ نہیں ہے ہمیں تو یہ ثابت کرنا ہے کہ مذہب شیعہ امام باقر کے زمانہ تک کوئی نہ تھا۔ مذہب حرام وحلال واحکام کو کہتے ہیں جب یہ چیزیں نہ تھیں تو مذہب کہاں تھا۔ اور یہی مضمون بعینہٖ رجال کشی کے صـ۲۶۷ پر بھی موجود ہے اس سے بڑھ کر علامہ دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ نے اپنی کتاب اساس الاصول کے ورق ۱۲۴ پر کمال کر دیا ہے۔ اس کی پوری عبارت میں نقل کرتا ہوں۔ نتائج آپ خود اخذ کر لیں۔

لاتسلم انهم كانوا مكلفين
بتحصيل القطع واليقين كما يظهر
من سجية اصحاب الائمة بل كانوا
مامورين باخذ الاحكام من الثقاة
وغيرهم ايضاً مع قرينة تفيد الظن
كما عرفت مراراً بانحاء مختلفة
كيف ولو لم يكن الامر كذالك
لزم ان يكون اصحاب ابی جعفر
والصادق الذين اخذ يونس كتبهم
وسمع احاديثهم منها هالكين مستوجبين
النار وهكذا حال جميع اصحاب
الائمه بانهم كانوا مختلفين فی
كثير من المسائل الجزئية الفرعية
كما يظهر ايضاً من كتاب العدة
وغيره وقد عرفته ولم يكن احد
منهم قاطعاً لها يرويه الآخر
فی مستمسكه كما يظهر ايضاً
من كتاب العدة وغيره ولنذكر
فی هذا المقام رواية رواها

ہم نہیں مانتے کہ اصحاب ائمہ پر لازم
تھا کہ یقین حاصل کریں چنانچہ اصحاب
ائمہ کی روش سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے
بلکہ اصحاب ائمہ کو حکم تھا، کہ احکام دین
معتبر اور غیر معتبر ہر قسم کے لوگوں سے
حاصل کر لیا کریں بشرطیکہ کوئی قرینہ مفید
ظن موجود ہو۔ جیسا کہ بارہا تم کو مختلف
طریقوں سے معلوم ہو چکا ہے اور اگر ایسا
نہ ہو تو لازم آئے گا کہ امام باقر اور امام صادق
کے جن کی کتابوں کو یونس نے لیا اور ان
کی حدیثوں کو سنا ہلاک ہونے والے اور
مستحق دوزخ ہو جائیں اور یہی حال
تمام اصحاب ائمہ کا ہوگا۔ کیونکہ وہ
بہت سے مسائل جزئیہ فرعیہ میں باہم
مختلف تھے چنانچہ کتاب العدۃ وغیرہ
سے ظاہر ہے اور تم اس کو معلوم کر چکے ہو
اور ان میں سے کوئی شخص اپنے
مخالف کی روایت کی تکذیب نہ کرتا
تھا جیسا کہ کتاب العدۃ وغیرہ سے

محمد بن يعقوب الكلينی فی
الكافی فانها مفيدة لما نحن
بصدده ونرجوا من الله ان
يطمئن بها قلوب المومنين يحصل
لهم الجزم بحقيقة ما ذكرنا فنقول
قال ثقة الاسلام فی الكافی علی
بن ابراهيم عن الشريع بن
الربيع قال لم يكن بن ابی عمير
يعدل بهشام بن الحكم شيئاً
ولا يغيب اتيانه ثم انقطع عنه
وخالفه وكان لسبب ذلك ان
ابا مالك الحضرمی كان احد رجال
هشام وقع بينه وبين ابن ابی
عمير ملاحاة فی شیء من الامامة
قال ابن ابی عمير الدنيا كلها للامام
من جهة الملك وانه اولی بها من
الذين هی فی ايديهم وقال ابو
مالك كذلك املاك الناس
لهم الا ما حكم الله به للامام

ظاہر ہے اور ہم اس مقام پر ایک
روایت ذکر کرتے ہیں جس کو محمد
بن یعقوب کلینی نے کافی میں ذکر
کیا ہے وہ روایت ہمارے
مقصود کے لئے مفید ہے اور
ہم دل سے امید کرتے ہیں کہ اس
روایت سے ایمان والوں کے
دلوں کو اطمینان حاصل ہوگا اور جو کچھ میں
نے بیان کیا اس کے حق ہو جانے کا یقین
ان کو ہو جائے گا لہذا میں کہتا ہوں کہ ثقہ الاسلام
نے کافی میں بیان کیا ہے کہ علی بن ابراہیم نے
شریع بن ربیع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں
کہ ابن ابی عمیر ہشام بن حکم کی بہت عزت کرتے تھے
ان کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے اور بلا ناغہ
ان کے پاس جاتا تھا پھر اس سے قطع تعلق
کر لیا اور اس کے مخالف ہو گیا اور اس کی وجہ
یہ تھی کہ ابو مالک حضرمی جو ہشام کے راویوں
میں سے تھے ایک آدمی تھا اس کے اور ابن ابی
عمیر کے درمیان میں مسئلہ امامت کے متعلق گفتگو
ہو گئی ابن ابی عمیر کہتے ہیں کہ دنیا سب کی سب

الفي والخمس والمغنم فذلك له و	امام کی ملک ہے اور امام کو تمام چیزوں میں
ذالک ایضاً قد بین اللہ للامام ان	تصرف کرنے کا حق ہے ان لوگوں سے زیادہ
یضعه وکیف یصنع به فتراضیا	جن کے قبضہ میں وہ چیزیں ہیں ابومالک کہتا تھا
ہشام بن الحکم ومارا الیه فحکم	لوگوں کی مملوک چیزیں ان ہی کی ہیں امام کو
ہشام لابی عمیر فغضب	صرف اس قدر ملے گا جو اللہ نے مقرر کیا ہے
ابن ابی عمیر وھجر ہشاما	جیسا مال فی اور خمس اور غنیمت اور اس کے
بعد ذالک فانظروا یا	متعلق بھی اللہ نے بتادیا ہے کہ امام کہاں
اولی الالباب واعتبروا یا	کہاں خرچ کرے آخران دونوں نے ہشام
اولی الابصار فان ہذہ	بن حکم کو اپنا پنچ بنایا اور دونوں اس کے پاس
الاشخاص الثلاثه کلھم کانو	گئے ہشام نے اپنے شاگرد ابومالک کے موافق
من ثقاۃ اصحابنا وکانوا	اور ابن عمیر کے خلاف فیصلہ کردیا۔ اس پر
من اصحاب الصادق والکاظم	ابن عمیر کو غصہ آیا اس نے ہشام سے قطع تعلق
والرضا علیھم السلام کیف	کردیا۔ یعنی سلام وکلام تک بند کردیا پس
وقع النزاع بینھم حتیٰ	اے صاحبان عقل دیکھو اور صاحبان بصیرت
وقعت المھاجرۃ فیما بینھم	عبرت حاصل کرو یہ تینوں اشخاص ہمارے
مع کونھم متمکنین من تحصیل	معتبر اصحاب میں سے ہیں اور امام صادق اور
العلم والیقین من جناب	امام کاظم و امام رضا کے اصحاب میں سے ہیں
الائمۃ	ان میں باہم کسی طرح جھگڑا ہوا یہاں تک

کہ باہم قطع تعلق ہوگیا باوجودیکہ ان کو قدرت حاصل تھی کہ جناب ائمہ سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کراکر علم ویقین حاصل کرلیتے۔

اسی اساس الاصول کے ص۱۵ پر علامہ دلدار علی نے اختلاف کا اقرار کیا

وامتیاز المناشی بعضھا	ہر دو مختلف حدیثوں میں امتیاز کرنا
عن بعض فی باب کل حدیثین	کہ یہاں اختلاف کا سبب کیا ہے اس طور
مختلفین بحیث یحصل العلم	پر کہ اس سبب کا علم ویقین ہوجائے
والیقین بتعیین المنشأ عسیر	ساتھ مقرر کرنے سبب اختلاف کے بہت
جداً وفوق الطاعۃ کما لایخفی	دشوار اور انسانی طاقت سے باہر ہے جیسا کہ
	یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔

شیخ مرتضیٰ نے فرائد الاصول مطبوعہ ایران کے ص۸۶ پر علامہ دلدار علی سے بھی بڑھ کر قدم مارا ہے:۔

ثم ان ما ذکرہ من تمکن	پھر یہ اس شخص نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب
اصحاب الائمۃ من اخذ الاصول	ائمہ اصول وفروع دین کو یقین کے
والفروع بطریق الیقین دعویٰ	ساتھ حاصل کرنے پر قادر تھے یہ ایک
ممنوعۃ واضح المنع واقل	ایسا دعویٰ ہے جو تسلیم کرنے کے
مالشھد علیھا ما علم بالعین	لائق نہیں کم از کم اس کی شہادت
والاثر من اختلاف اصحابھم	وہ ہے جو آنکھ سے دیکھی ہوئی اور
صلوات اللہ علیھم فی الاصول	اثر سے معلوم ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ
والفروع ولذا شکی غیر واحد	علیہم کے اصحاب اصول وفروع میں باہم
من	مختلف تھے اور اسی سبب سے بہت لوگوں نے

الاحادیث الماثورة عن الائمة
مختلفة جدا لایکاد یوجد
حدیث الاوفی المقابلة حدیث
ینافیه ولا یتفق خبر الاوبازائه
ما یضاده حتی صار
ذلك سببا فی رجوع بعض الناقصین
عن اعتقاد الحق کما صرح به
شیخ الطائفة فی اوائل التهذیب
والاستبصار ومناشئ
هذه الاختلافات کثیرة
جدا من التقیة والوضع
واشتباه السامع والنسخ والتخصیص
والتقیید وغیر هذه المذکورات
من الامور الکثیرة کما وقع
التصریح علی اکثرها الاخبار
الماثورة عنهم

اصحاب الائمة الیهم
اختلاف اصحابهم اجابوا لهم

جو حدیثیں کہ اماموں سے منقول ہیں
ان میں بہت سخت اختلاف ہے
ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی جس کے
مقابل میں اس کی مخالف حدیث موجود
نہ ہو یہاں تک کہ یہ اختلاف بعض کمزور
خیال لوگوں کے لئے مذہب شیعہ ترک
کرنے کا سبب بنا جیسا کہ شیخ الطائفہ
نے تہذیب واستبصار کے اول میں
بیان کیا اس اختلاف کے اسباب
بہت ہیں مثلاً تقیہ کرنا ائمہ کا،
اور موضوع حدیثوں کا بنایا جانا
اور سننے والوں سے غلطی جانی نہ
سمجھنا اور منسوخ ہوجانا اور مخصوص
ہونا اور ان کے علاوہ بھی بہت سے
امور ہیں۔
چنانچہ ان میں سے اکثر کی تصریح
احادیث ائمہ میں موجود ہے اور
ائمہ سے شکایت کی کہ آپ کے صحابہ
میں اختلاف بہت ہے تو ائمہ نے

تارة بانهم قد القوا الاختلاف
حقنا لدمائهم کما فی روایة
حریز وزرارة وابی ایوب
الخزاز واخری اجابوهم بان
ذلك من جهة الکذابین کما فی
روایة الفیض بن المختار قال
قلت لابی عبد الله جعلنی الله
فداك ما هذا الاختلاف الذی
بین شیعتکم قال وای اختلاف
یا فیض فقلت له انی اجلس
فی حلقهم بالکوفة واکاد اشك
فی اختلافهم فی حدیثهم حتی
ارجع الی المفضل بن عمر فیو
قفنی من ذلك علی ما تستریح
به نفسی فقال علیه السلام
اجل کما ذکرت یا فیض ان الناس
قد اولعوا بالکذب علینا کان
الله افترض علیهم ولا یرید
منهم غیره انی احدث

جواب دیا کہ یہ اختلاف ہم نے خود
تم میں ڈالا ہے ان کی جان بچانے
کے لئے جیسا کہ حریز اور زرارہ اور
ایوب خزار کی روایتوں میں ہے
اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف
جھوٹ بولنے والوں کے سبب سے
پیدا ہوگیا ہے جیسا کہ فیض بن مختار
کی روایت میں ہے وہ کہتے ہیں میں
نے امام جعفر صادق سے کہا کہ اللہ
مجھے آپ پر فدا کردے یہ کیسا
اختلاف ہے جو آپ کے شیعوں
کے آپس میں ہے؟ امام نے فرمایا
کہ اے فیض، کونسا اختلاف؟ میں
نے عرض کی کہ میں کوفہ میں ان کے
حلقہ درس میں بیٹھتا ہوں تو ان کی
احادیث میں اختلاف کی وجہ سے
قریب ہوتا ہے کہ میں شک میں
پڑ جاؤں یہاں تک کہ میں مفضل بن عمر کی
طرف رجوع کرتا ہوں تو وہ مجھے ایسی بات

احد لهم بحديث فلا
يخرج من عندي حتى
يتأوله على غير
تأويله وذلك لانهم
لا يطلبون بحديثنا وبحبنا
ما عند الله تعالى
وكل يحب ان يدعى راسا
وقريب منها رواية داود
بن سرحان واستثناء القميين
كثيراً من رجال نوادر الحكمة
معروف وقصة ابن ابي
العوجاء انه قال عند
قتله قد دسست في
كتبكم اربعة الاف حديث
مذكورة في الرجال وكذا ما
ذكر يونس بن عبد الرحمان
من انه اخذ احاديث
كثيرة من اصحاب
الصادقين ثم عرضها

بتلا دیتے ہیں جس سے میرے دل کو
تسکین ہوتی ہے امام نے فرمایا کہ اے
فیض یہ بات سچ ہے۔ لوگوں نے ہم پر
افترا پردازی کی ہے جھوٹ بہت کی گویا
خدا نے ان پر جھوٹ بولنا فرض کر دیا ہے
اور ان سے سوا جھوٹ بولنے کے اور کچھ
چاہتا ہی نہیں میں ان میں سے ایک سے
کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو وہ میرے
پاس سے اٹھ کر جانے سے پہلے ہی
اس کے مطلب میں تحریف شروع کر دیتا ہے
یہ لوگ ہماری حدیث اور ہماری محبت
سے آخرت کی نعمت نہیں چاہتے بلکہ
ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ سردار
بن جائے۔
اور اسی کے قریب داؤد بن سرحان کی
روایت ہے اور اہل قم کا نوادر الحکمت کے
بہت سے راویوں کو مستثنیٰ کر دینا مشہور
ہے اور ابن ابی العوجاء کا قصہ کتب رجال میں
لکھا ہے کہ اس نے اپنے قتل کے وقت کہا کہ

على ابي الحسن الرضا عليه
السلام فانكر منها احاديث
كثيرة الى غير ذالك
مما يشهد بخلاف ما
ذكره ـ

میں نے تمہاری کتابوں میں چار ہزار حدیثیں
بنا کر درج کی ہیں اسی طرح وہ واقعہ جو یونس
بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے
بہت سی حدیثیں ائمہ کے اصحاب سے حاصل
کیں پھر ان کو امام رضا علیہ السلام کے سامنے
پیش کیا تو انہوں نے ان میں سے بہت سی حدیثیں ہیں جن کا امام نے انکار کیا ان
کے علاوہ اور بہت سے واقعات ہیں جو اس شخص کے دعویٰ کے خلاف شہادت
دیتے ہیں:

فائدہ :- ان تینوں عبارتوں کے چند قابل قدر فوائد نمبروار حسب ذیل ہیں:-

نمبر اول :- شاگردان ائمہ باوجودیکہ قدرت رکھتے تھے۔ اور پھر وہ یقینی علم
اور اصول و فروع دین یقیناً حاصل کرنا ان پر فرض نہ تھا یہ بھی مذہب
شیعہ کے عجائبات سے ہے علامہ فرماتے ہیں کہ لا نسلم انهم کانوا
مکلفین کہ وہ مکلف ہی نہ تھے سبحان اللہ! ہر عاقل و بالغ انسان
خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو، یقین کے حصول کا مکلف ہے، مگر ائمہ کے
شاگرد مکلف نہ تھے۔

کیوں صاحب! فرشتے تو نہ تھے؟ شیعہ راویوں نے جب دیکھا
کہ احادیث ائمہ میں اس قدر اختلاف ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس
اختلاف کو اٹھا نہیں سکتی۔ اگر یہ حدیثیں ائمہ سے مروی ہوتیں
اس قدر شدید اختلاف کیونکر ہوتا؟ تو ان چلتے پرزوں نے نوری

یہ جواب گھڑ لیا کہ وہ علم ویقین و احکام دین کو صرف ائمہ سے حاصل کرنے میں مکلف ہی نہ تھے ہر فاسق فاجر ثقہ غیر ثقہ سے دین حاصل کر لیتے تھے اسی طرح اصول کافی کی روایت ہیں کہ امام باقر سے پہلے شیعہ غیر لوگوں سے دین کے احکام حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح فرائد الاصول میں بھی کیا خوب فرمایا کہ بطریق یقین اصول و فروع دین کا حاصل کرنا ایک دعویٰ ہے جو قابل تسلیم ہی نہیں اگر بطور یقین حاصل کرتے تو شدید اختلاف نہ ہوتا۔ من احذ الاصول و نفرو ع بطریق الیقین دعویٰ ممنوعۃ واضح المنع میں عرض کرتا ہوں کہ جب خود ائمہ معصوم موجود تھے، تو پھر وہ ایرے غیرے اور ہر فاسق فاجر اور سنی وغیرہ سے احکام دین حاصل کرنے میں کیونکر مجاز تھے؟ بتایئے! نبی کریم ؐ کے زمانے میں کبھی کسی صحابیؓ نے رسول کو چھوڑ کر کسی نتھو خیرا سے دین کے اصول حاصل کئے تھے؟ وہ بھی فاسق فاجر۔

ثانیہ: پھر شیعہ کیوں کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ سارا کا سارا ائمہ سے منقول ہے؟ یہ غلط فاحش ہے بلکہ ہر فاسق فاجر مذہب شیعہ کا بانی ہے اور وہی امام ہوا۔ امام باقر سے پہلے جب حلال و حرام مذہب شیعہ کا موجود ہی نہ تھا تو امام باقر نے ان احکام کو کہاں سے حاصل کیا؟ اگر خود بیان کئے تو فرمایئے کہ خاتم النبیین امام باقر ہوا از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ اور اسی اساس کی صداہ والی عبارت میں یہ مان

لیا، کہ ائمہ اللہ و رسول کے احکام میں سے جس کو چاہتے تھے منسوخ کر دیتے تھے تو یہ حقیقتہً ختم نبوت کا انکار ہے، بلکہ ائمہ ہی صاحب شریعت رسول ہوئے۔

اجی صاحب! کہو کہ ائمہ رسول سے افضل صاحب وحی تھے۔

علامہ دلدار علی فرماتے ہیں:۔ کہ اگر شاگردان ائمہ کو اصول دین فروع دین کے حصول میں مکلف قرار دیں، تو تمام شاگردان ائمہ جہنمی دوزخی وناری ہو جائیں، کیا عجیب بات ہے، کہ اصحاب ائمہ تو خواہ کیا ہی کر دیں ان کا دوزخی ہونا امر محال ہے، خواہ کسی قدر آپس میں لڑیں مگر اصحاب رسول میں کوئی ایسا امر پیش آجائے تو کافر ہو جائیں۔

یا للعجب۔

اصحاب ائمہ لڑیں اور ترک سلام وکلام تک نوبت آجائے تو بھی شیعہ دونوں کو پیشوائے دین تسلیم کریں مگر اصحاب رسول سے معاذ اللہ ایک ہی مسلمان رہے۔

ہاں جی! شاگردان واصحاب ائمہ نے دین ائمہ میں اتنا شدید اختلاف جس کی وجہ سے سلام وکلام ترک کر دی جائے، بلکہ فتویٰ لگایا جائے کیوں ہے مگر اس شق سے انکار کیا گیا کہ صرف ائمہ سے حاصل نہ کرتے تھے بلکہ غیروں سے بھی حاصل کرتے تھے۔ اگر صرف ائمہ سے تسلیم کریں تو پھر اس اختلاف کی وجہ سے وہ جہنمی بنتے ہیں۔ بہر حال ائمہ سے احکام لیں تو وہ دوزخی ہو جاتے ہیں؟

اب شق دوم کہ غیروں سے بھی حاصل کرتے تھے تو اس صورت میں بھی مذہب شیعہ ائمہ سے نہ آیا، نہ ہی مذہب شیعہ ائمہ کا دین ہوا۔ نہ حق ہوا بلکہ باطل ہوا نیز اس صورت میں بھی اصحاب ائمہ جہنمی ہو جائیں گے جیسا ائمہ سے حاصل کرنے میں جہنمی بنتے ہیں اول تو یہ مشکل ہے کہ غیروں سے دین حاصل کریں چونکہ شیعہ کا مذہب ہے کہ اصحاب کرام نے علم دین بقدر ستر نفاق رسول ؐ سے حاصل کیا تھا جیسا کہ فصل الخطاب کے ص۹۹ پر ہے۔

داخذوا من رسول اللہ	صحابہ نے رسول سے علم اس قدر حاصل
بقدر ما یحفظون بہ ظاھرھم	کیا جس سے ان کے ظاہر کی حفاظت ہو
ولیستردن بہ نفاقھم	سکے اور اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھ سکیں۔

فائدہ:۔ جب صحابہؓ کے پاس علم شریعت موجود ہی نہ تھا تو غیروں نے صحابہؓ سے لیا تھا۔ جب استاذ کے پاس نہ تھا تو شاگردوں کو کب تھا؟ کہ شیعہ غیروں سے حاصل کرتے تھے۔

دوم:۔ شیعہ مذہب کا موٹا اصول ہے کہ غیر شیعہ سے دین کی تعلیم حاصل کرنی قطعاً حرام و کفر ہے جیسا کہ کافی کتاب الروضہ اور فصل الخطاب ص۲۲ مطبوعہ ایران اور رجال کشی ص۲۷ میں ہے کہ علی بن سوید نسائی کو امام موسیٰ کاظم نے جواب دیا تھا، اور امام جیل میں تھا۔

واما ما ذکرت یا علی ممن	اے علی! جو تم نے دین کی تعلیم کے متعلق
تاخذ معالم دینک	دریافت کیا کہ کس سے حاصل کروں؟

لا تاخذن معالم دینک عن	ہرگز ہرگز سوائے شیعہ کے دین کسی سے
غیر شیعتنا فانک فان تعدیتھم	حاصل نہ کریں۔ پس اگر تم نے تعدی کر کے
اخذت دینک من الخائنین	غیر شیعہ سے دین حاصل کیا تو پھر تم نے
الذین خانوا اما نتھم انھم	دین کو خائن سے حاصل کیا جنہوں نے
اوتمنوا علی کتاب اللہ جل	اللہ اور رسول کی خیانت کی ہے ان
وعلی فحرفوہ وبدلوہ فعلیھم	کو کتاب اللہ پر امانتی بنایا گیا تھا۔
لعنۃ رسولہ ولعنۃ ملٰئکۃ	انہوں نے قرآن میں تحریف کردی قرآن
ولعنۃ ابائی الکرام البررۃ	بدل ڈالا ان پر خدا کی اور رسول کی ملائکہ
ولعنتی ولعنۃ شیعتی الیٰ	کی میرے آباء و اجداد کی میری اور
یوم القیمۃ۔	میرے شیعوں کی لعنت ہو قیامت تک

فرمائیے! ملعون کا شاگرد خاص ملعون کے دین پہ چلنے والا اور اس سے دین کی تعلیم حاصل کرنے والا ملعون ہوا یا کون:

باقی دین بتائیے کہ ان غیروں سے چلا جو ملعون تھے؟ پس شیعہ کے اس قول کے مطابق شیعہ نے خود اپنے آپ پر ملعون ہونے کا فتویٰ دیدیا چونکہ شیعہ نے ملعون سے دین حاصل کیا، لہذا وہ شیعہ بھی ملعون اور وہ دین بھی ملعون ہوا کیا اب بھی یہ شبہ باقی ہے کہ یہ مذہب شیعہ ائمہ سے چلا؟ نعوذ باللہ منہ

اے بیچارے شیعو! کیا مصیبت بنی؟ اگر ائمہ سے دین حاصل کرنے کا دعویٰ کریں تو دوزخی اور اگر غیر سے حاصل کرنے کا دعویٰ کریں تو خود زیر بار لعنت اور مذہب خود ملعون۔

اساس الاصول صلا والی حدیث پر بھی غور کرنا، کہ شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی اختلاف ہے اور جس کی بنا پر کفر کے فتوے جڑے جاتے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم اہل بیت کے تابع اور ان کے مذہب پر ہیں اور سُنّی امتیوں کے مذہب پر ہیں لیکن شیعہ یاد رکھیں! کہ ہمارا امام صرف اللہ اور اس کا رسولؐ ہے جو امام الرسل ہے باقی سب مکبّر ہیں۔ امام صرف رسول اکرمؐ ہے یہ استاد ہیں باقی بڑے عالم ہیں ہر عالم کے شاگرد اس کے تابع ہیں ان کا رتبہ ایسا ہے جیسا شیعہ آج اپنے مجتہدوں کو دیتے ہیں۔ ہم ان ائمہ کو حلت و حرمت کا اختیار نہیں دیتے جیسے شیعہ ائمہ کو رسول اکرم صلعم سے بھی آگے لے جاتے ہیں۔

اساس الاصول کے صلاہ والی عبارت نے واضح کر دیا کہ ائمہ کی احادیث سے کسی صحیح نتیجہ پہنچ جانا طاقت انسانی سے باہر ہے یعنی کسی مسئلہ پر جو ائمہ سے نقل ہو کتب شیعہ میں موجود ہے، عمل کرنا اس مسئلہ کو ترجیح دیکر انسانی قوت سے باہر ہے اسی وجہ سے غیر مکلف ہونے کا دعویٰ کیا۔ لہٰذا شیعہ کا نماز روزہ، حرام حلال وغیرہ قطعاً بےکار ثابت ہوئے واللہ اعلم اماموں سے کونسی حدیث منقول ہے اور غیروں سے کونسی؟ اور اس کی تمیز چونکہ از حد مشکل ہے لہٰذا ان پر عمل بھی مشکل ہے۔

اور ابی العوجاء کا قصّہ مشہور ہے، کہ وقت قتل اس نے اقرار کر لیا کہ چار ہزار جھوٹی روائتیں میں نے کتب شیعہ میں ملائی ہیں اور توضیح المقال جو شیعہ کی مشہور کتاب ہے اس کے صلا پر لکھا ہے کہ ان حدیثوں کو کتب شیعہ احادیث سے نہیں نکالا گیا۔

باقی عبارت میں یونس، ہشام علی بن عمیر اور ابی مالک جن کے فساد پر علامہ کو حیرانی ہوئی کہ یہ تین اماموں کے شاگرد تھے ان کا ہی حال سن لو کہ اماموں کے شاگرد کس قدر نیک و صحیح عقیدہ والے تھے۔ اور ائمہ کی نگاہ میں ان کی کیا قدر تھی، ان کا شاگرد ہونا اور پھر تین ائمہ کا، علامہ دلدار علی کو مسلم ہے۔

سب سے اول یونس صاحب کا حال سنو! جن کے متعلق علامہ دلدار علی کا فرمان ہے کہ امام باقر و جعفر کے شاگردوں کی کتابوں اور حدیثوں کو اس نے سمجھا تھا۔ اس کے متعلق رجال کشی کے صہ۳ پر لکھا ہے:۔

کان یونس یروی الاحادیث من غیر سماع	یونس ائمہ کی حدیثیں بغیر سماع کے بیان کرتا تھا یعنی خود گھڑ کر اماموں کے ذمہ لگاتا تھا۔

اور رجال کشی کے صفحہ ۳۰۶ پر ہے۔

عن عبد اللہ بن محمد بن الحجال قال کنت عند الرضا ع ومعہ کتابٌ یقرء فی بابہ حتی اضرب بہ الارض فقال کتاب ولد الزنا فکان کتاب یونس	عبد اللہ بن محمد الحجال کہتا ہے کہ میں موسیٰ رضا کے پاس تھا اور امام کے پاس کتاب تھی جس کو پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ زمین پر ماری اور فرمایا کہ حرامی کی کتاب ہے اور وہ یونس کی تھی

اسی رجال کشی کے صہ۳۰۹ پر ہے:۔

ثم ضرب بہ الارض فقال	پھر امام نے کتاب کو زمین پر مارا پس فرمایا

هذا كتاب ابن ذاث لزانيه	کہ یہ کتاب حرامی کی جو واسطے حرامی ہے
هذا كتاب زنديق لغير رشد	یہ کتاب زندیق کی ہے جو غیر رشد پر پیدا ہوا

کتاب کا زمین پر مارنا تو امام کا حق تھا کہ اس میں بغیر سماع امام کے حدیثیں لکھیں تھیں جو امام پر بہتان اور جھوٹ گھڑا ہوا تھا اور ساتھ ہی حرامی بھی ثابت ہو گیا اور حرامی کی شرعاً شیعہ کے نزدیک کوئی حدیث مقبول ہی نہیں اسی واسطے اس کی کتاب زمین پر ماری۔ اب یونس کا مزید حال حسب ذیل ہے۔

رجال کشی ص۳۰۶ پر ہے:

عن ابن سنان قال	ابن سنان کہتا ہے کہ میں نے امام رضا
قلت لابي الحسن ان يونس	سے عرض کیا کہ یونس کہتا ہے کہ جنت
يقول ان الجنة والنار لم يخلقا	دوزخ ابھی پیدا نہیں ہوئے امام نے
فقال ماله لعنه الله واين جنة	جواب دیا اس کو کیا اس پر خدا کی لعنت ہو
آدم۔	آدم کی جنت کہاں ہے۔

اسی رجال کشی کے ص۳۰۶ پر ہے کہ محمد ابن ابا دبیہ نے امام رضا نے یہ جواب دیا۔

كتب ابى الحسن فى يونس	امام نے جواب دیا کہ یونس بھی ملعون
فلعنه الله ولعن اصحابه	اور اس کے شاگرد بھی ملعون۔

کیوں جی! علامہ دلدار علی صاحب یہی یونس ہے جو تمام شاگردان امام جعفر کی کتابوں کا وارث ہوا تھا؟ جس کو دوزخ سے بچاتے ہو؟ یہ تھا تین چار اماموں کا شاگرد۔ اس پر ائمہ کرام کا جو انعام ہوا وہ سن لیا۔

باقی اب ہشام کا حال حسب ذیل ہے۔

اصول کافی ص۵۶ نولکشور، امام رضا کے پاس عقیدہ ہشام بن سالم و ہشام بن حکم و مومن الطاق و میثمی کا بیان ہوا محمد بن الحسین ان کا عقیدہ یہ تھا:۔

ان هشام بن سالم وصاحب	یہ تحقیق ہشام بن سالم و مومن طاق اور
الطاق الميثمي يقولون انه	میثمی کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ ناف تک
اجوف الى السرة والباقى صمد	خالی ہے باقی ٹھوس مضبوط ہے

اسی روایت میں ان مذکورہ حضرات کا عقیدہ یہ بھی لکھا ہے:

ان محمد ادرى ربه	خدا کی عمر تیس سال جوان کی تھی
فى هيئة الشاب الموفق فى	کہ رسول نے اس کو دیکھا۔
سن ابناء ثلثين سنة	

فائدہ:۔ کیا یہی ہشام تھا جس کو علامہ دلدار علی جہنم سے بچانا چاہتے تھے؟ جو خدا کی توحید میں فاسد عقائد رکھتا تھا؟ وہی خدا کا قائل تھا؟ یہ کافر ہے یا جنتی؟

پس میں اب جرح کو ہشام پر ختم کرتا ہوں، کیونکہ ہشام ابی مالک کا استاد تھا۔ اور ابن ابی عمیر خود ہشام کو بڑا عالم جانتا تھا لہٰذا اس بڑے پر ہی ختم کریں۔

پہلے میں نے لکھا تھا کہ ان کے علماء میں بڑا اختلاف ہوتا ہے اب میں اس وعدہ کو پورا کرتا ہوں اس رجال کشی کے صفحہ ۱۳۱ پر ہے کہ جعفر

بن علیٰ نے امام رضاؑ سے شکایت کی:

قال لہ جعفر ابن عیسٰی
اشکو الی اللہ الیک ما نحن
فیہ فیہ من اصحابنا فقال
وما انتم فیہ منھم فقال
جعفر ھم واللہ یزیدن قوماً ویکفروننا
ویبرءون منا فقال علیہ السلام
ھکذا کان اصحاب علی بن الحسین
ومحمد بن علی واصحاب جعفر وموسیٰ
علیہ السلام ولقد کان اصحاب
زرارۃ یکفرون غیرھم وکذلک
غیرھم کانوا یکفرونھم فقلت
لہ یا سیدی نستعین بک
علی ھذا ان الشیخین یونس
وھشام وھما حاضران وھما
ادبانا وعلمانا۔

امام رضاؑ کو جعفر بن موسیٰ نے کہا کہ میں
خدا اور آپ کی طرف شکایت کرتا ہوں
اس تکلیف کی جس میں ہم اپنے شیعہ
کی وجہ سے ہیں پس امام نے فرمایا کہ وہ
کونسی تکلیف ہے جس میں تم ہو؟
پس جعفر نے کہا، قسم خدا ہم کو وہ زندیق
وکافر کہتے ہیں اور تبرا کرتے ہیں پس
امام نے فرمایا کہ یہی حال امام زین العابدین
کے شاگردوں کا اور باقر وجعفر صادق
اور موسیٰ کاظم کے اصحاب کا، اور شاگردانِ
زرارہ لقایا اصحاب ائمہ کے شاگردوں
کو کافر کہتے ہیں اور باقی ائمہ کے شاگرد
زرارہ کے شاگردوں کو کافر کہتے تھے پس
میں نے عرض کی کہ اے میرے سردار ہم
ہم مدد مانگتے ہیں آپ کے ساتھ دو بزرگوں سے
کہ یونس اور ہشام ہیں ان دونوں نے ہم کو
ادب وعلم سکھایا۔

فائدہ:۔ غالباً مطلع صاف ہوگیا ہوگا اور مذہب شیعہ پر جو غبار تھا وہ

اُڑ گیا ہوگا۔ اب قابلِ قدر تحفے حسبِ ذیل ہیں۔

اوّل: یہ معلّمِ دین وہی یونس حرامی وہشام جو خالص توحید باری کا منکر تھا ثابت ہوئے۔ جو خود ملعون ان کے شاگرد بھی ملعون اور ان کی تعلیم بھی سوائے لعنت کے اور کیا ہوگی۔

ثانیاً: پہلے امام کی پوری تعلیم دوسرے امام کے زمانہ میں بوجہ فتوئ کفر کے تمام ضائع ہوگئی۔

ثالثاً: ہر امام کی تعلیم دوسرے امام کی تعلیم کے مخالف ومتضاد ہوتی تھی ورنہ بعد والے کفر کا فتویٰ نہ دیتے۔ لہذا بعد والوں کے نزدیک امام سابق کی وہ تعلیم یقینی کفر سمجھی جاتی تھی بغیر کفری تعلیم کے فتوئ کفر محال ہے۔

رابعاً: ہر امام کے شاگرد سابقہ امام کی اقتداء وتابعداری کو واجب نہ جانتے تھے ورنہ امام کی تعلیم پر کفر کا فتویٰ نہ دیتے۔ امام کی اقتداء کیا چیز ہے حدیث امام علیہ السلام رسول کی اتباع کیا چیز ہے۔ ایمان بالحدیث وتعلیم رسول بجائے ایمان لانے کے جن لوگوں نے امام سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ عقائد حاصل کئے ان احادیث وعقائد پر فتوئ کفر جڑ گیا۔

خامساً:۔ یہ فتویٰ دو وجہ سے خالی نہ ہوگا۔ اوّل یہ کہ ان عقائد واعمال کی تعلیم خود امام نے دی تھی یا خودساختہ عقائد واعمال تھے؟ اگر پہلی بات ہے تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کفریہ عقائد واعمال کی ایجاد امام نے فرمائی تو پھر ہادی کس طرح ہوئے؟ اور ان کو امام کس طرح کہا جائے؟ دوم اگر دوسری بات ہے تو یہ لوگ ائمہ مطہرین کے شاگرد نہ تھے نہ ہی ان کو

امام مانتے ہیں بلکہ ان کا امام و استاد اپنا نفس شیطان تھا۔

انصاف سے فرمایئے! کیا انہی لوگوں سے شیعہ مذہب چل کر آج دنیا میں پھیلا جس کو مذہب ائمہ عظام کہا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں! یہ سبائی کمیٹی کے ممبروں کے تمام بہتان ہیں۔ یہ مذہب نہ ائمہ کا تھا نہ یہ لوگ ائمہ کے شاگرد تھے اور نہ ائمہ نے مذہب شیعہ کی تعلیم دی۔

سادساً:۔ محدثین شیعہ نے تمام ائمہ کے شاگردوں کی احادیث اپنی اپنی کتابوں میں جمع کر دی ہیں۔ غضب یہ کہ متقدمین شیعہ نے جن ائمہ کے شاگردوں پر کفر کا فتویٰ دیا تھا علماء شیعہ خلف کا فرض تھا کہ ان کی حدیثیں ہرگز اپنی کتابوں میں داخل نہ کرتے۔ فتویٰ کفر سے اگر بچے ہیں تو صرف امام تقی و نقی و امام حسن عسکری کے شاگرد بچے صرف ان کی ہی حدیثیں نقل کرتے بھلا جن پر متقدمین شیعہ نے کفر کا فتویٰ دیا، ان کی حدیث کب قابل عمل ہے؟ جس پر آج شیعہ عمل کر رہے ہیں۔

علمائے شیعہ نے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ جب دو ائمہ کی احادیث میں اختلاف پڑ جائے، تو پچھلے امام کی حدیث معتبر ہوگی اصول کافی ص۳۸ معلی بن قیس نے امام جعفر سے پوچھا کہ جب پہلے اور پچھلے امام میں اختلاف ہو جائے تو کیا کریں۔

قلت لابی عبد اللہ اذا جآء حدیث عن اولکم وحدیث	معلی کہتا ہے کہ میں نے امام سے دریافت کیا کہ ایک حدیث امام سابق

عن اٰخرکم بایّھما ناخذ فقال فخذوا بہ حتی یبلغکم عن الحی فان بلغکم عن الحی فخذوا بہ۔	کی ہے۔ اور ایک حدیث بعد والے امام کی اس کے خلاف ہے تو ہم کس پر عمل کریں؛ تو فرمایا کہ جب زندہ کی حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرو۔

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ امام زین العابدین کے شاگردوں پر جو فتویٰ امام باقر کے شاگردوں نے دیا تھا، وہ ٹھیک ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے اور امام باقر کے شاگردوں پر امام جعفر کے شاگردوں کا فتویٰ علیٰ ہذا القیاس امام موسیٰ رضا تک امام موسیٰ رضا کے شاگردوں کا فتویٰ ٹھیک مانا جائے اور سابقہ ائمہ کی تعلیم پر بدستور فتویٰ جاری رکھ کر اس تعلیم کو ردی کی ٹوکری میں ضائع کر دینا چاہیئے

اے حضرات شیعہ! ذرا انصاف کرو اور سنی بھائی عبرت حاصل کریں کہ جن کے فتویٰ کفر سے ائمہ کا کوئی شاگرد نہ بچ سکا وہ اصحاب رسولؐ پر کس طرح فتویٰ نہ دیں

خلاصہ یہ کہ جو دین رسول تھا، وہ بوجہ ارتداد کے امام حسینؓ کی شہادت پر ختم ہو کر دنیا سے نابود ہو گیا باقی دین جو ائمہ کا تھا وہ امام زین العابدین بن امام حسینؓ سے لے کر امام موسیٰ رضا تک جو ساتویں امام ہیں سب کا دین بوجہ فتویٰ کفر کے ضائع و برباد ہو گیا تھا۔ لہٰذا شیعہ کا فرض ہے کہ امام تقی و نقی و امام حسن عسکری سے مذہب شیعہ کا ثبوت دیا کریں یہ نہ کہیں کہ مذہب شیعہ رسول سے چلا۔

امام جعفر صادق کا حال حسب ذیل ہے اصول کافی ص۲۹۶

امام فرماتے ہیں، کہ اگر سترہ شیعہ مجھ کو مل جاتے تو میں جنگ کرتا -

واللہ یا سدیر لو کان	فرمایا امام نے اے سدیر خدا کی قسم اگر
لی شیعۃ بعدد ھذا الجداء	ان بھیڑوں کی تعداد پر میرے شیعہ ہوتے
ما وسعنی القعود ونزلنا و	تو ضروری جنگ کرتا یعنی جہاد جب ہم
صلینا فلما فرغنا من الصلوٰۃ	نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا اور شمار
عطفت الی الجداء فعددتها	کیں تو بز غالہ سترہ تھیں -
فاذا ھی سبعۃ عشر	

اسی اصول کافی کے صـ۴۹٦ پر امام جعفر کا فرمان موجود ہے کہ اگر مجھے تین شیعہ مل جاتے تو بھی میں حدیث کو نہ چھپاتا -

لو انی اجد منکم ثلاثۃ	اے ابو بصیر! اگر میں تم میں سے رجو
مومنین یکتمون حدیثی ما	دعویٰ شیعہ ہونے کا کرتے ہو، تین مومن
استحللت ان اکتمھم حدیثا	پاتا جو میری حدیث کو ظاہر نہ کرتے تو میں
	ان میں سے اپنی حدیثیں نہ چھپاتا -

فائدہ :- امام کے قول سے معلوم ہوا کہ امام جعفر کے زمانہ میں جو شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے ان میں تین بھی مسلمان نہ تھے اور جو کوئی تھا اس سے امام اپنا مذہب و عقیدہ پوشیدہ رکھتے تھے ظاہر نہ کرتے تھے -

کہو صاحب! امام تو فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی حدیث کسی پر ظاہر نہیں کی تو یہ کافی استبصار، تہذیب اور من لا یحضرہ الفقیہ امام جعفر کے اقوال

سے کیونکر بھری ہوئی ہیں - کیا تم اور آپ کے محدثین اس دعویٰ میں حق بجانب ہیں کہ یہ احادیث امام جعفر کی ہیں ؟ یا امام کا فرمان سچا ہے - کہ میں حدیثیں ظاہر نہیں کرتا ؟ یقیناً امام سچا ہے ! لہذا امام پر احادیث کا بہتان ہوا -

رجال کشی صـ۱۲۰ میں امام جعفر نے فرمایا کہ مجھے ایک آدمی شیعہ ملا ہے باقی کوئی شیعہ نہیں -

کان ابو عبد اللہ علیہ	امام جعفر فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کوئی
السلام یقول ما وجدت احداً	آدمی نہیں پایا جو میری وصیت کو
یقبل وصیتی ویطیع امری	قبول کرتا اور میرے حکم کی تابعداری
الا عبد اللہ بن یعفور	واطاعت کرتا سوائے عبد اللہ بن یعفور
	کے -

فائدہ :- جب امام کا حکم نہ مانتے تھے تو مسلمان کس بات کے تھے ؟ پس ایک ابن یعفور باقی رہا - اس سے مذہب شیعہ متواتر نہ رہا - مگر اسی امر کو یاد رکھنا، عبد اللہ بن یعفور بھی اڑ جائے گا اس کا ذکر ابھی آتا ہے، کہ یہ بھی کذاب تھا -

یہ تھا حال ائمہ کے متبعین کا جن سے مذہب شیعہ کو چلایا جاتا ہے اب ائمہ کا حال بزنگ تعلیم ملاحظہ ہو کہ امام ہر مخلص سے مخلص شیعہ سے بھی تقیہ کرتے تھے - اور اس تقیہ بازی کو دیکھ کر انسان کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ خدا جانے ان کا اصلی مذہب کیا تھا - جیسا کہ

اصول کافی میں ہے، کہ امام سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا تھا تو اس کو کچھ بتایا پھر دوسرا آیا اور اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا تو اس کو کچھ اور طرح بتایا۔ پھر زرارہ کی باری آئی۔ یہ اصول کافی ص ۳۷ :۔

فلما خرج الرجلان قلت	پس جب دونوں مرد چلے گئے تو میں (زرارہ)
یا ابن رسول الله رجلان من	نے کہا اے فرزند رسول! یہ دونوں مرد عراق
اهل العراق من شیعتکم قدما	آپ کے پرانے شیعوں سے تھے۔ سوال کرتے
یسألان فاجبت کل واحد منهما	ہیں پس آپ نے ہر ایک کو جواب مختلف
بغیر ما اجبت به صاحبه	دیا ہے فرمایا امام نے اے زرارہ! تحقیق
فقال یا زرارة ان هذا خیر لنا	یہ جواب ایک دوسرے کے مخالف دینا
وابقی منا ولکم ولو اجتمعتم	ہمارے تمہارے لئے اچھا ہے اور اس
علی امر واحد لصدقکم الناس	میں ہماری اور تمہاری بقا ہے اگر تم ایک
علینا ولکان اقل لبقائنا وبقائکم	مسئلہ پر جمع ہو جاؤ گے تو لوگ تمہیں سچا سمجھیں
	گے ہم پر اور یہ ہمارے لئے اور تمہارے لئے باقی
	رہنے میں نقصان پیدا کرے گی۔

فائدہ:۔ ائمہ خود شیعہ کو جو خاص شیعہ ہوتے تھے جھوٹے مسائل یا کسی خوف وخطرہ کے بتاتے تھے اور ائمہ خود جانتے تھے کہ شیعہ کو لوگ کذاب کہیں کوئی ان کے سچا ہونے کا اعتبار نہ کر بیٹھے۔ وائمہ کو شیعہ کے نام کی ضرورت تھی مذہب وایمان کی ضرورت نہ تھی، کہ شیعہ ایمان دار ہوں۔ ان کا باقی رکھنا مقصود تھا، خواہ ایمان دار ہوں یا نہ ہوں۔ بقول شیعہ ائمہ کو علم تھا، کہ یہ وفادار نہیں اسی

واسطے غلط مسائل بتلاتے تھے۔ جیسا فرمایا کہ ایک بھی مطیع نہیں ملا ورنہ علوم نہ چھپاتا۔

زرارہ کے بعد ابوبصیر کا نمبر ہے استبصار میں خود ابوبصیر نے سنت فجر کا مسئلہ دریافت کیا، تو امام نے غلط بتایا۔

استبصار کے ص ۱۴۵ پر ہے:۔

عن ابی بصیر قال قلت	ابوبصیر نے کہا کہ میں نے امام جعفر سے
لابی عبد الله علیه السلام	مسئلہ پوچھا کہ سنت فجر کو کس وقت پڑھوں؟
متی اصلی رکعتی الفجر قال	تو امام نے مجھے فرمایا بعد طلوع فجر کے تو میں
فقال لی بعد طلوع الفجر قلت	نے عرض کی کہ امام باقر نے مجھے حکم دیا تھا
له ان ابا جعفر علیه السلام	کہ طلوع قبل فجر کے پڑھیں پس امام جعفر
امرنی ان اصلیهما قبل طلوع	نے فرمایا اے ابا محمد! شیعہ میرے باپ
الفجر فقال یا ابا محمد ان	کے پاس طالب ہدایت ہو کر آتے تھے
الشیعة اتوا ابی مسترشدین	تو حق مسئلہ بتا دیتے تھے اور میرے
فافتاهم بمر الحق واتونی شکاکا	پاس وہ شک لے کر آتے ہیں تو میں
فافتیتهم بالتقیة	تقیہ کر کے بتاتا ہوں۔

فائدہ:۔ امام نے شک کو زائل کرنا تھا یا الٹا شک زیادہ ڈالنا تھا۔ معلوم ہوا کہ امام کے پاس تو وہ آدمی جاتا جو سابق دین کا عالم ہوتا ورنہ بجائے حق اور راہبری کے الٹا گمراہی کے گڑھے میں ڈالتے تھے۔ ذرا انصاف کرنا! یہی مذہب ہے جس کو دنیا کے سامنے حق بنا کر پیش

کرتے ہیں؛ بھلا کیونکر غلط مسائل نہ بتلاتے، یہ شیعہ مومن تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ائمہ کی کلام میں ستر ستر پہلو جھوٹ کا ہوتا تھا۔ ایک کلام میں اگر ستر سامع ہوتے، تو یقیناً ستر ہی جھوٹ سیکھ کر جاتے اور ایک بھی یقین حاصل کر کے نہ اٹھتا اساس الاصول علامہ دلدار علی مجتہد اعظم کے صفحہ ۲۵ پر ہے۔

عن ابی عبد اللہ انہ	امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میں ستر پہلوؤں
قال انی اتکلم علی سبعین	پر کلام کرتا ہوں میرے لئے
وجہا لی فی کلہا المخرج وایضاً	ان تمام پہلوؤں میں نکلنے کا راستہ ہوتا
عن ابی بصیر قال سمعت ابا	ہے دوم ابی بصیر سے مروی ہے کہ میں نے
عبد اللہ یقول انی اتکلم	امام جعفر سے سنا کہ فرماتے تھے، میری کلام
بالکلمۃ الواحدۃ لہا سبعون	میں ستر پہلو ہوتا ہے ایک کلمہ میں
وجہا ان شئت اخذت کذا	اگر چاہوں تو اس کو لے لوں اور اگر چاہوں
وان شئت اخذت کذا	تو اس کو لے لوں۔

فائدہ: کیا کوئی مجتہد شیعہ منصف مزاج دنیا میں ہے کہ انصاف سے یہ بتلائے کہ جب امام کی ایک بات میں ستر پہلو ہوں اور ہر بات دوسری بات کے مخالف و متضاد ہوتی تھی تو ترجیح کس طرح دی جا سکتی ہے؟ یہ ایک عجیب معمہ درپیش ہے۔ شاید کسی مجتہد شیعہ کی سمجھ میں آجائے تو وہ اس کو حل فرما دے۔

مثلاً۔ امام نے فرمایا: "زرارہ ملعون ہے" تو اس کلام میں بھی

صدق کذب کا ستر پہلو ہوا اس جملہ کے بعد فرمایا کہ زرارہ کو میں نے یعنی اعیب زرارۃ" اب اس کلام میں بھی ستر پہلو ہوا پھر مثلاً فرمایا "انا اصلی" یا فرمایا "اصوم" اب اس کلام میں بھی ستر پہلو صدق کذب کا ہوگا مثلاً فرمایا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اب اس کلمۂ توحید میں بھی ستر پہلو صدق کذب کا ہوگا --- اب آپ ہی فرمائیے کہ ائمہ کا مذہب کس طرح متعین ہوگا؟ سنی شیعہ تو درکنار رہا، ان کا کوئی مذہب ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی دلیل ان کے مذہب کے ثبوت پر شیعہ کے پاس ہے تو پیش کریں۔

مگر اے حضرات شیعہ! ان کو تقیہ یا زمان کر خدا کے لئے ان بزرگوں کی توہین مت کیجئے گا ورنہ اس کلام میں یا تسلسل یا دور لازم آئے گا۔ شیعہ کو بھی یہ اقرار ہے کہ امام اپنی امامت سے انکار کرتے تھے اصول کافی ص۱۲۴۔

عن سعید السمان قال	سعید سمان کہتا ہے کہ امام جعفر کے پاس تھا
کنت عند ابی عبد اللہ اذ	کہ دو مرد مذہب زیدیہ کے داخل ہوئے
دخل علیہ رجلان من الزیدیۃ	اور امام سے دریافت کیا کہ تم میں کوئی
فقالا لہ افیکم امام مفترض	امام ہے جس کی اطاعت فرض ہو؟
الطاعۃ قال فقال لا قال	سعید کہتا ہے کہ امام نے فرمایا میں نے
فقالا لہ قد اخبرنا عنک	نہیں فرمایا ان کو، ان دونوں نے کہا
الثقاۃ انک تفتی وتقرو	کہ ہم کو آپ سے بڑے ثقہ لوگوں نے

وتقول بہ وتسمیہم لک	خبر دی ہے کہ آپ فتویٰ دیتے ہیں
فلان وفلان وھم اصحاب	اور اقرار کرتے ہیں اور ہم ان کے نام
ورع وتشمیر وھم ممن	بتلاتے ہیں وہ بڑے نیک لوگ ہیں
لا یکذب فغضب ابو عبد اللہ	اور نیکی میں بڑا مبالغہ کرنے والے ہیں
وقال ما امرتھم بھذا فلما رایا	اور ان لوگوں سے ہیں جو جھوٹ نہیں
الغضب فی وجھہ خرجا	بولتے پس امام کو غضب آیا جب
	انہوں نے دیکھا تو وہ چلے گئے۔

اور یہی مضمون رجال کشی کے صفحہ ۲۶۸ پر اس سے بھی بڑھ کر ہے

عن سعید الاعرج قال	سعید اعرج بیان کرتا ہے کہ ہم ابی
کنا عند ابی عبد اللہ فاستاذن	عبد اللہ کے پاس موجود تھے کہ دو مرد
لہ رجلان فاذن لھما فقال	زیدیہ فرقہ کے آئے انہوں نے اجازت
احدھما افیکم امام مفترض	لی امام نے اجازت دی اور انہوں نے
الطاعۃ قال ما اعرف ذلک	دریافت کیا کہ کیا تم میں کوئی امام مفترض
فینا قال بالکوفۃ قوم یزعمون	الطاعۃ موجود ہے تو امام نے فرمایا
ان فیکم اماما مفترض الطاعۃ	میں نہیں پہچانتا اپنے اندر کہا کہ کوفہ
وھم لا یکذبون اصحاب ورع	میں ایک قوم ہے وہ زعم کرتے ہیں کہ تم
اجتھاد وتمیز منھم عبد اللہ	میں کوئی امام مفترض الطاعۃ ہے
من ابی یعفور الی ان قال فماذ	اور وہ جھوٹ بولنے والے نہیں
نبی واحمر وجھہ ما امرتھم	صاحب ورع و تقویٰ ہیں انہی میں سے

عبد اللہ بن یعفور بھی ہیں۔ امام نے فرمایا
میرا کیا قصور ہے اور امام کا چہرہ سرخ
ہو گیا فرمایا میں نے ان کو یہ حکم نہیں
دیا اور نہ کہا ہے۔

اسی طرح مجالس المومنین کے صفحہ ۱۶۶ پر بھی یہی مضمون ہے اس روایت میں بھی عبد اللہ بن یعفور ہے اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ عبد اللہ بن یعفور کی بات کو یاد رکھنا۔

جس کے متعلق امام جعفر فرماتے ہیں کہ یہ ایک صحیح شیعہ تھا۔ یہ ایک مسلمان ہے۔ باقی صرف دعویٰ کے شیعہ ہیں۔

اب دیکھا، کہ عبد اللہ بن یعفور بھی جھوٹ کی زد میں آگیا۔ کہ امام نے امامت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی ان کو یہ فرمایا کہ میں امام ہوں۔ مگر کوفہ کے عبد اللہ بن یعفور نے امام بنایا اور امام کو ناراض بھی کیا کہ امام اس امام کے لفظ سے غضب ناک ہوئے۔ جس نے اہل بیت کے امام کو ناراض کیا۔ اور غصہ دلایا۔ وہ کب مسلمان رہ سکتا ہے۔ چلو چھٹی ہوئی۔ عبد اللہ سے بھی امام دعویٰ امامت کو ذنب یعنی گناہ سے تعبیر فرما رہے ہیں۔ کہ مجھے امام کہنا گناہ ہے

اسی طرح کتاب حق الیقین کے صفحہ ۱۴۷ پر یہ عبارت ہے۔

ائمہ طاہرین کے زمانہ میں شیعوں کے اندر ایسے لوگ بھی تھے۔ جو ان بزرگوں کی عصمت کا اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کو

نیک علماء کے مرتبہ میں شمار کرتے تھے ۔جیساکہ کتاب رجال کشی سے واضح ہوتا ہے، لیکن باوجود اس کے ائمہ طاہرین ان کو صاحبِ ایمان سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کی عدالت کو معتبر فرماتے تھے۔

ثابت ہوا کہ نہ اماموں نے دعویٰ امامت کیا تھا اور نہ اماموں کی امامت کا اقرار، ایمان تھا۔ ورنہ عدم اقرار کی وجہ سے کوئی ایماندار و عادل نہ رہتا۔

پس معلوم ہوا کہ تمام من گھڑت مسئلہ زرارہ، ابو بصیر اور عبداللہ بن یعفور حضرات کا دعویٰ ہے ۔بھلا امام دعویٰ امامت کیسے کرتے ؟ یہ امامت کا مسئلہ تو ایک راز تھا جس کا علم سوائے جبرئیل کے کسی فرشتہ کو بھی نہ تھا۔ پھر رسول کے سوا کسی کو جبرئیل نے نہ بتایا تھا اور رسول نے علیؓ کو بتایا۔

اصول کافی ص۲۲۴ :۔

قال ابو جعفر علیہ السلام	امام باقر نے فرمایا امامت ایک راز تھا
ولایۃ اللہ اسرھا الی جبرئیل	جو خدا نے جبرئیل کو پوشیدہ طور پر بتایا تھا
واسرّھا جبرئیل الی محمد	جبرئیل نے رسول کو رسول نے علی کو راز
واسرھا محمد الی علی واسرّھا	کے طور پر بتایا۔ اور علی نے جس کو
علی من شاء ثم انتم تذیعون	چاہا راز کے طور پر بتایا اب تم شیعہ
ذالک	اس کو مشہور کرتے ہو۔

اور یہی مضمون رجال کشی ص۲۷ پر بھی ہے۔

فائدہ :۔ اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ امامت کا ذکر قرآن و حدیث میں تو درکنار رہا۔ یہ تو کسی انسان کو بھی معلوم نہ تھا۔ چونکہ یہ ایک اسرار تھا اور سر پوشیدہ راز اور بھید کو کہتے ہیں لہذا اگر قرآن و حدیث میں ذکر ہوتا تو اسرار نہ رہتا لہذا قرآن یا حدیث شیعہ علماء کی امامت پر پیش کرنی غلط ہوئی۔

اب سوال تو یہ ہے، کہ پھر امامت کا مسئلہ کس قائل نے ایجاد کیا ہے؟ یہ تو ثابت ہوگیا کہ جب امامت کا علم کسی کو نہ تھا تو مذہب شیعہ کا علم کیسے ہوگیا ؟ پس زمانہ اوّل میں نہ امامت تھی اور نہ مذہب شیعہ تھا۔

باقی رہا یہ سوال کہ امامت کا موجد کون ہے ؟ یہ خود شیعہ اقرار کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سباء یہودی تھا۔ رجال کشی کے ص۷۱ پر ہے۔

وذکر بعض اھل العلم	بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ
ان عبد اللہ بن سباء کان	بن سبا یہودی تھا پھر وہ اسلام لایا
یھودیا فاسلم ووالی علیا	اور اس نے حضرت علیؓ سے محبت
علیہ السلام وکان یقول وھو	کی اور وہ اپنے یہودیت کے زمانہ میں
علی یھودیتہ فی یوشع بن نون	حضرت یوشع بن نون وصی موسیٰ
وصی موسیٰ بالغلو فقال فی	کے بارے میں غلو کرتا تھا پھر اپنے
اسلامہ بعد وفات رسول	اسلام کے زمانہ میں رسول کریم کی

الله صلی الله علیه وسلم فی علی مثل ذلک وکان اول من اشتهر بالقول بفرض امامة علی واظهر البراءة من اعدائه وکاشف مخالفیه واکفرهم فمن هذا قال من خالف الشیعة اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیهودیة

٭

٭

وفات کے بعد حضرت علیؓ کے بارہ میں غلو کرنے لگا یہ ابن سباء پہلا شخص ہے جس نے مسئلہ امامت علی کے فرض ہونے کو شہرت دی اور ان کے دشمنوں پر تبرا کیا اور ان کے مخالفوں سے کھل کھیلا اور ان کی تکفیر کی یعنی فتوی کفر لگایا اسی وجہ سے جو لوگ شیعوں کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ شیعہ کی بنیاد یہودیت سے لی گئی ہے۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ مذہب شیعہ کے دونوں رکن اعظم امامت اور تبرا بازی اسی دشمن اسلام کی ایجاد ہے۔ اور وہی مذہب شیعہ کا بانی ہے۔

عبداللہ بن سباء یہودی خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ غنی کے زمانہ میں منافقانہ طور پر مسلمان ہوا اور خلیفہ کے دربار میں مقرب بننے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اور بڑے پوسٹ پر ملازم ہونے کی بھی کوشش کی تو بھی ناکام رہا اور اس وجہ سے اس کی خلیفہ ثالث سے عداوت پیدا ہوگئی اور ان کی بدگوئی شروع کردی آخر خلیفہ نے ان کو مصر کی طرف نکال دیا مصر جاکر اس نے اپنی جماعت

تیار کی۔ اسی جماعت نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔ اور جنگ جمل وصفین بھی اسی حضرت کے کارناموں سے ہیں پھر اس نے یہ تبلیغ شروع کردی کہ تینوں خلیفے ظالم اور غاصب تھے، خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا، جس کو خلفائے ثلاثہ نے جبراً چھین لیا ہے۔ جب کسی نے اعتراض کیا، تو جواب دیا کہ نہیں، میں تو صرف حضرت علیؓ کو تین خلفاء پر فضیلت دیتا ہوں، کسی کو کہا کہ حضرت علیؓ خدا تھا، میں ان کا نبی ہوں آخر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اس کو واصل جہنم کیا۔ مگر اس کا لگایا ہوا پودا موجود تھا جنگ صفین کے بعد جیسا کہ رجال کشی کے صد۲ پر ہے کہ اس کا نشر شاگرد حضرت علیؓ کو خدا کہنا شروع کردیا جب روکنے سے بھی نہ رکے تو حضرت علیؓ نے فی النار کیئے مگر پھر بھی اس کمیٹی کے ممبر ختم نہ ہوئے۔ ایران وعراق میں اس نے آگ پر تیل چھڑکا تھا۔ چونکہ ایران وعراق کے تخت خلفائے ثلاثہ نے الٹ کر زیروبالا کردیئے تھے خزانے لئے گئے ان کی عورتیں باندیاں بنائی گئیں اور حکومتوں کی عزت وغرور خاک میں مل گیا تھا۔ اس لئے ان کو خلفائے ثلاثہ سے سخت عداوت تھی۔

عبداللہ بن سباء کا منتر بھی اس ملک میں خوب چل گیا اور اس کمیٹی کے پھر بڑے بڑے ممبر پیدا ہوگئے جنہوں نے مذہب شیعہ کو خوب سراہا۔ مثلاً زرارہ، ابوبصیر محمد بن مسلم، برید بن معاویہ۔ عبداللہ

بن یعفور، ہشام بن سالم اور مومن طاق وغیرہ ذالک جن کا ذکر عنقریب آتا ہے اور سبائی مشن کے ہرزوں نے خوب موقعہ محل کی حدیثیں ڈھالنی شروع کریں۔

آج شیعہ عبداللہ بن سبا کے بانی مذہب شیعہ ہونے سے انکاری ہیں ہاں شیعہ مذہب کو یہودیت سے مشتق ہونا مخالفین کا قول قرار دیا ہے مگر بانی مذہب شیعہ ہونے سے انکار نہیں کیا۔ نہ ہی ان دونوں اعظم رکنوں سے انکار کیا ہے، چلو میں چند منٹ کے لئے مان لیتا ہوں کہ شیعہ مذہب یہودیت سے مشتق نہیں تو پھر کسی اور دشمن اسلام کو بانی مذہب شیعہ ماننا پڑے گا۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یہ مندرجہ ذیل تین مسائل جن پر مذہب شیعہ کی سطح کھڑی ہے۔ سوائے دشمن اسلام کے کسی غیر سے ایجاد نہیں ہو سکتے۔

یہ کہ قرآن محرف ہے۔ اس میں پانچ قسم کی تحریف ہو چکی ہے اس کی آیتیں اور سورتیں نکال ڈالی گئی ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے عبارتیں داخل کی گئیں۔ جن کی وجہ سے کفر کے ستون اس میں قائم ہوتے ہیں۔

یہ قرآن رسول کی توہین کرتا ہے۔ اس کے حروف و الفاظ بدل ڈالے گئے اس کی سورتوں اور لفظوں کی ترتیب الٹ پلٹ کردی گئی، اب بجائے دین کے بے دینی کی قرآن تعلیم دیتا ہے۔

بتاؤ جب قرآن کی یہ حالت ہے تو دین اسلام میں باقی کیا رہ گیا؟

۲۔ یہ کہ تمام صحابۂ رسول سوائے چار پانچ کے کافر، مرتد کاذب خائن، ظالم اور غاصب تھے گو باطن میں وہ چار کافر و مرتد نہ تھے مگر کاذب اور اعلیٰ درجہ کے کذاب وہ بھی تھے۔ لیکن ان کے کذب کا نام تقیہ رکھ دیا۔

پس جب صحابہ کی یہ حالت تھی جو رسالت کے چشم دید گواہ اور نزول قرآن کے اوّل گواہ ہیں، تو اب نبوت رسولؐ اکرم دلائل نبوت، معجزات نبوت اور تعلیمات نبوت، سب مشکوک ہوئیں جس واقعہ کا چشم دید گواہ صادق نہ ہو، اس واقعہ کو کون مانتا ہے؟

۳۔ یہ کہ رسول کے بعد بارہ اشخاص مثل رسول ہیں معصوم ہیں اور مفترض الطاعۃ ہیں ان کی اطاعت بھی مثل اطاعت رسول ہے جب تک ان کی امامت پر ایمان نہ لائیں توحید و رسالت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ ان کو حرام و حلال کرنے کا اختیار ہے موت اور زندگی ان کے اپنے اختیار میں ہے ہر سال ان پر نئے احکام شب قدر کو نازل ہوتے ہیں وغیرہ ذالک۔

(اصول کافی کتاب الحجہ)

بتاؤ! یہ مسائل دشمن اسلام کے ایجاد شدہ نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرات شیعہ کے بانیان مذہب نے جب دیکھا کہ مذہب شیعہ زمانہ رسول میں تو تھا ہی نہیں، نہ اس کی کوئی سند رسول سے ملتی ہے۔ نہ ہی کوئی مسئلہ رسول سے ملتا ہے اور نہ ہی ہم حدیث کو

وضع کر کے رسول سے روایت کر سکتے ہیں تو اب اماموں کا سلسلہ باقی رہا۔ اگر ان سے روایت کو گھڑیں تو مذہب سوائے معصوم و مفترض الطاعۃ کے چل ہی نہیں سکتا، تو ائمہ کی عصمت کے قائل ہو کر مثل رسول کے مانا۔ اور اس چال پر چل کر پھر از سر نو حدیثیں گھڑنی شروع کر دیں۔ پس جب حدیثیں اماموں سے گھڑی گئیں، تو یقینی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ رسول کے ساتھ اس مذہب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اب رہا اماموں سے اس مذہب کا چلنا، اس پر ہم بحث کریں گے کہ جن راویوں نے ائمہ سے ان کا مفترض الطاعۃ ہونا معصوم ہونا مثل رسول ہونا اور ان کا مذہب شیعہ ہونا وغیرہ ذالک نقل کر کے ہم تک پہنچایا ہے چونکہ ہم نے خود تو کسی امام کو دیکھا نہیں اور نہ ان کا دعویٰ سنا صرف راویوں کی نقل ہے۔

لہذا اب ہم راویوں کے حالات کو دیکھتے ہیں کہ کیا وہ اس قابل ہیں کہ ان کے اقوال قابل قبول ہوں؟ یا نہیں اور اماموں کا اور ان راویوں کا آپس میں کیا سلوک رہا؟ اور اماموں نے ان کے حق میں کیا فرمایا؟

اگر یہ سچے اور صادق ہیں تو مذہب شیعہ کا اماموں سے چلنا ٹھیک۔ اور اگر یہ جھوٹے اور کذاب ہیں تو مذہب شیعہ کا اماموں سے چلنا غلط ہے۔

حق الیقین اردو ج ۲ ص ۱۷۳ سے قول باقر مجلسی کا یہیں پورا نقل کر دیتا ہوں ہر صاحب انصاف نتائج آسانی سے خود نکال لے گا اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اہل حجاز و عراق و خراسان و فارس وغیرہ سے فضلاء کی ایک جماعت کثیر حضرت باقر و حضرت صادق اور نیز تمام ائمہ کے اصحاب سے تھی مثل زرارہ محمد بن مسلم ابو بریدہ ابو بصیر ہشامین حمران جبیر، مومن طاق ابان بن تغلب اور معاویہ بن عمار کے، اور ان کے علاوہ اور جماعت کثیر بھی تھی جن کا شمار نہیں کر سکتے اور کتب رجال اور علمائے شیعہ کی فہرستوں میں مسطور و مذکور ہیں یہ سب شیعوں کے رئیس تھے ان لوگوں نے فقہ، حدیث و کلام میں کتابیں تصنیف کر کے تمام مسائل کو جمع کیا ہے۔ ان میں ہر ایک شخص بہت سے شاگرد اور پیرو رکھتا تھا۔ یہ لوگ ائمہ طاہرین کی خدمت میں ہمیشہ حاضر ہو کر حدیثیں سنتے تھے پھر ملک عراق اور تمام شہروں کی طرف مراجعت کر کے ان حدیثوں کو اپنی کتابوں میں ثبت کرتے تھے۔ یہ لوگ ائمہ طاہرین سے روایت کرتے اور بزرگوں کے معجزات منتشر کرتے تھے، ان لوگوں کا اختصاص ائمہ طاہرین کے ساتھ معلوم و متحقق ہے جیسا کہ ابو حنیفہ کے ساتھ ابو یوسف اور اس کے شاگردوں کا اختصاص اور شافعی کے ساتھ اس کے شاگردوں کا اور یہ بھی تمام لوگوں کو معلوم ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اگر ائمہ طاہرین ان کے اقوال و احوال سے مطلع تھے۔

پس ان لوگوں کی حالت دو صورتوں سے خالی نہیں ہے۔ یعنی یہ لوگ مذہب شیعہ سے جن اُمور کی نسبت ائمہ طاہرین سے دیتے ہیں۔ ان میں راست گو اور محقق ہیں۔ یا دروغ گو اور مبطل اگر ان امور میں صادق ہیں جن کی نسبت ائمہ طاہرین سے کرتے ہیں (یعنی دعویٰ امامت، ان بزرگواروں پر نص کا صادر ہونا، ان بزرگوں کے معجزات، ان کے مخالفوں کا کفر و فسق، پس یہ تمام اُمور حق اور ثابت ہیں اور اگر دروغ کہتے ہیں تو پھر ائمہ باوجودیکہ ان کے اقوال و احوال سے آگاہ تھے کس لئے ان سے بیزاری طلب نہ کرتے تھے، اور ان کا کذب و بطلان ظاہر نہ کر دیا۔ جیسا ابو الخطاب و مغیرہ بن شعبہ اور تمام غالیوں اور اہل ضلالت کے مذاہب باطلہ سے بیزاری طلب کرتے تھے۔ اگر دیدہ و دانستہ اغماض کر کے ان کے مذاہب باطلہ کے اقوال و افعال کو بہتر کہتے تھے پس العیاذ باللہ خود بھی اہل ضلالت سے قرار پائیں۔

(ختم ہوئی عبارت)

اس عبارت سے موٹے چار فائدے حاصل ہوتے ہیں:۔

فائدہ ۱: یہ کہ مذہب شیعہ نبی کریم ؐ کے زمانہ میں نہ تھا۔ نہ ہی یہ مذہب نبی کریم ؐ سے ماخوذ ہے اور نہ ہی اس مذہب کا واسطہ نبی کریم سے ہے۔ البتہ اس مذہب کی نسبت ائمہ کی طرف کی گئی ہے مگر وہ دیکھا جائے گا۔

فائدہ ۲: یہ کہ اس مذہب کا کوئی راوی عرب کا اور خاص کر مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کا نہیں ملتا۔ تمام راوی عراق و ایران کے ہیں۔ جو ملک کہ خلفائے ثلاثہ اور اسلام کے بدترین دشمن تھے اور جن کو ملک کا بیر تھا۔

فائدہ ۳:۔ یہ کہ اگر جماعت کاذب ثابت ہو جائے تو مذہب شیعہ باطل ہے۔

فائدہ ۴:۔ یہ کہ اگر یہ باطل پر تھے اور ائمہ نے ان سے بیزاری نہ حاصل کی ہو، تو خود ائمہ معاذ اللہ بے دین ثابت ہو جائیں گے کیا جن لوگوں کو ائمہ کرام نے خالی نکال نہیں دیا، بلکہ ملعون و کافر قرار دیا تھا ان کو شیعہ نے پیشوائی سے معزول کیا ہے۔ کیا ان کی مروی حدیثیں کتابوں سے نکال دی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جن کو ائمہ کرام نے کافر و ملعون قرار دیکر نکالا ہے، اگر شیعہ کو وہ آگے معلوم نہ تھے تو اب میں بتاتا ہوں، آپ ہی برائے خدا ان کی مروی حدیثیں شیعہ اپنی کتب سے نکال ڈالیں۔

لو! سب سے اوّل زرارہ جو سبائی کمیٹی کا صدر اعظم ہے جس پر نصب مذہب شیعہ کی مدار ہے جس کے ہزاروں شاگرد تھے۔ رجال کشی کے صفحہ ۹۵ میں ہے کہ یہ امام جعفر سے

کم نہ تھا۔

قال اصحاب زرارہ من ادرک زرارہ بن اعین فقد ادرک ابا عبد اللہ علیہ السلام۔

زرارہ کے شاگردوں نے فرمایا جس شخص نے زرارہ کو پایا پس تحقیق اس نے امام جعفر کو پالیا۔

÷

فائدہ:۔ خلاصہ یہ کہ امام کا ہم پلہ تھا علم وغیرہ میں

رجال کشی ص۱۰۳ پر ہے۔

عن جمیل بن دراج قال ما رأیت رجلاً مثل زرارہ بن اعین انا کنا نختلف الیہ فما کنا حولہ الا بمنزلۃ الصبیان فی الکتاب حول المعلم

جمیل بن دراج کا بیان ہے کہ میں نے کوئی آدمی مثل زرارہ کے نہیں پایا ہم اس کے حلقہ تعلیم میں بچوں کی طرح ہوتے تھے جیسا معلم کے گرداگرد ہوتے ہیں۔

÷

اسی رجال کشی صفحہ ۹۰ و ۱۰۹ پر ابی عبداللہ سے ہے۔

یقول عبد اللہ ما احد احیا ذکرنا واحادیث ابی علیہ السلام الا زرارہ وابو بصیر لیث المرادی ومحمد بن مسلم وبرید بن معاویہ العجلی

امام جعفر فرماتے ہیں کہ میں کسی ایک کو نہیں پاتا کہ اس نے ہمارا ذکر یا احادیث میرے والد کی زندہ کی ہوں۔ سوائے زرارہ، ابو بصیر، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ کے اگر یہ لوگ

ولولا ھؤلاء ما کان احد یستنبط ھذا ھؤلاء حفاظ الدین وامناء ابی علیہ السلام علی حلال اللہ وحرامہ

نہ ہوتے تو کوئی ایک بھی نہ تھا کہ اس علم کا استنباط کرتا۔ یہ لوگ دین کے محافظ ہیں۔ اللہ تعالے کے حلال وحرام کے امین ہیں۔

فائدہ:۔ امام جعفر صادق کے قول کے مطابق معلوم ہوا کہ جس قدر امامت کا ذکر یا معجزات ائمہ کا ذکر یا حدیثیں، یا حرام وحلال کا ذکر زندہ رہا اور حدیثیں منقول ہیں، سب ان ہی کی روایت شدہ ہیں۔ نہ غیر سے اگر غیر سے ہیں تو بہت کم، اور پھر غیر ان کا ہی شاگرد ہوگا یا شاگرد کا شاگرد ہوگا۔

خلاصہ:۔ یہ کہ شیعہ کا دین ان ہی حضرات سے منقول ہے یہ چار ستون ہیں۔ مذہب شیعہ کی سطح انہی پر استوار ہے زرارہ کے بعد ابو بصیر کا نمبر ہے پھر محمد بن مسلم کا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ آیا امام نے ان چاروں کو جن پر مذہب شیعہ کی سطح استوار ہے، نکالا تھا یا نہ؟

حق الیقین اردو کے ص۲۲۲ پر ہے۔ کہ زرارہ وابو بصیر با جماع امامیہ گمراہ ہیں، عبارت یہ ہے۔

"یہ حکم ایسی جماعت کے حق میں ہے جن کی ضلالت پر صحابہ کا اجماع ہے جیسا کہ زرارہ وابو بصیر"

رجال کشی کے ص۱۰۷ پر زرارہ کے حق میں امام جعفر کا فتویٰ

قال نعم زرارہ شر من	امام نے فرمایا، ہاں زرارہ برابر ہے
الیھود والنصاریٰ ومن	یہود ونصاریٰ اور تین خدا ماننے
قال ان مع اللہ ثالث ثلاثہ	والوں سے بھی۔

اسی رجال کشی کے صـ۱ پہ امام جعفر کا فتویٰ۔

فقال لعن اللہ زرارہ لعن	امام نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے
اللہ زرارہ لعن اللہ زرارہ	زرارہ پر، یہ لفظ تین بار فرمائے

پھر زرارہ نے امام کو اس لعنت کا جواب دیا رجال کشی صـ۱۰۶

فلما خرجت ضرطت	پس جواب میں امام سے باہر ہوتے
فی لحیتہ فقلت لا یفلح ابدا	لگا تو میں نے امام کی داڑھی میں
۔	پاد مارا اور میں نے کہا کہ امام کبھی
۔	نجات نہ پائے گا۔

اب سبائی کمیٹی کے پریذیڈنٹ ابو بصیر کا نمبر ہے اس نے امام کی توہین کی تھی۔ کہ امام کو طماع . دنیا دار کہا۔

رجال کشی صـ۱۱۶ پر ہے:۔

قال جلس ابو بصیر علی	راوی کا بیان ہے کہ ابو بصیر امام
باب ابی عبد اللہ علیہ السلام	جعفر کے دروازہ پر بیٹھا تھا کہ اسکو
لیطلب الاذن فلم یوذن	اندر جانے کی اجازت دی جائے مگر امام
لہ فقال لو کان معنا طبق لاذن	نے اجازت نہ دی تو ابو بصیر نے کہا کہ اگر
قال فجاء کلب نشغر فی وجہ	میرے پاس کوئی طبق ہوتا تو اجازت
الی البصیر	

مل جاتی، پس کتا آیا اور اس نے ابن بصیر
کے منہ میں پیشاب کر دیا

نوٹ :۔ یہ ابو بصیر اندھا تھا اور کوفہ کا تھا۔

فرمائیے مجلسی صاحب! کیا زرارہ اور ابو بصیر جن کی روایات پر مذہب شیعہ کی مدار ہے، آپ نے ان کو اپنی پیشوائی سے معزول کیا؟ جب کہ امام نے ان پر گمراہی اور کفر کا فتویٰ دیا اور تمام مذہب کے علماء کا ان کی گمراہی پر بھی ہے۔ اگر پہلے یاد نہ تھا تو اب وہ تمام حدیثیں جو ان سے مروی ہیں نکال دو مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا ان کی روایات نکال دیں تو پھر باقی مذہب کی سطح ہوا پرہ جائے گی۔ کیونکہ تین حصے دین ان سے مروی ہے۔

اب محمد بن مسلم کا حال حسب ذیل ہے، رجال کشی کے صـ۱۰۱ پر ہے کہ محمد بن مسلم کو صرف دو اماموں سے چھیالیس ہزار حدیث یاد تھی۔

عن محمد بن مسلم قال	محمد بن مسلم بیان کرتا ہے کہ میرے دل میں
ما شجر فی رائی شیئی قط الا	کوئی چیز کبھی نہیں کھٹکی۔ مگر میں نے
سئلت عنہ ابا جعفر علیہ السلام	اس کا سوال امام باقر سے نہ کیا ہو۔
حتی سئلت عن ثلثین الف	اور امام باقر سے میں نے تیس ہزار حدیث
حدیث وسالت ابا عبد اللہ السلام	تعلیم پائی اور امام جعفر سے سولہ ہزار
عن ستۃ عشر الف حدیث	حدیث تعلیم پائی۔

اور رجال کشی کے صد۱۱۱ پر محمد بن مسلم کے بارہ میں امام جعفر کا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے۔

عن مفضل بن عمر قال سمعت ابا عبد اللہ یقول لعن اللہ محمد بن مسلم کان یقول ان اللہ لا یعلم شیئا حتی یکون۔

مفضل بن عمر بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ محمد بن مسلم پر لعنت کرے کہ یہ ملعون خدا کو جاہل کہتا ہے کہ جب تک چیز پیدا نہ ہو جائے خدا نہیں جانتا۔

اب برید بن معاویہ کا حال حسب ذیل ہے۔

رجال کشی کے صد۹۱ پر ابی لیسار امام جعفر سے بیان کرتا ہے۔

قال سمعت ابا عبد اللہ یقول لعن اللہ برید اور لعن اللہ زرارہ

ابی لیسار بیان کرتا ہے کہ امام جعفر نے فرمایا خدا کی لعنت ہو برید پر اور زرارہ پر

فائدہ :۔ معلوم ہوتا ہے کہ زرارہ سے امام کو بہت پیار تھا۔ اس کو عطیہ لعنت کے ساتھ یاد فرماتے ہیں۔

اے اہل اسلام! للہ انصاف سے بتاؤ! کہ مذہب شیعہ کے یہی چار ستون تھے جن پر چھت استوار تھی جب یہ چاروں ستون لعنت کی دیمک کی وجہ سے گر گئے تو فرمائیے کہ اب مذہب کی سطح کس چیز پر کھڑی ہوگی؟

اے علماء شیعہ۔ صرف چھیالیس ہزار حدیث محمد بن مسلم ملعون کی جو آپ کی کتابوں میں درج ہے۔ برائے خدا اسی کو نکال کر دیکھنا کہ باقی مذہب شیعہ میں کیا رہ جاتا ہے؟ اور پھر زرارہ کو بمعہ اس کے شاگردوں کے نکال کر مذہب شیعہ کا منہ شیشہ میں دیکھیں کہ کیا خوب ہے۔

باقی ہشامین کا حال پہلے مذکور ہو چکا، کہ توحید باری کے قائل نہ تھے۔ اور اسی طرح مومن طاق اور میثمی وغیرہ پھر یہی مومن طاق۔ فضیل، ابو بصیر اور ہشام یہ حضرات بمعہ کافی جماعت شیعہ کے امام جعفر کی وفات کے بعد گمراہ ہو گئے، اور خارجی مذہب کو پسند کر لیا تھا۔ اصول کافی صد۲۲۱ پر ہشام بن سالم سے روایت ہے:۔

قال فخرجنا من عندہ ضلالا لا ندری این نتوجہ انا وابو جعفر الاحول فقعدنا فی المدینۃ باکیۃ حیاری لا ندری الی این نتوجہ ولا الی من نقصد یقول الی المرجیۃ الی القدریۃ الی الزیدیۃ الی المعتزلۃ الی الخوارج فنحن کذالک۔

ہشام بن سالم کہتا ہے کہ ہم امام کے لڑکے عبد اللہ بن جعفر کے پاس سے گمراہ ہو کر نکلے۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ کس طرح جائیں میں اور احول پس بیٹھ گئے مدینہ کی گلی میں روتے ہوئے حیران پریشان لاعلم تھے کس طرح جائیں اور کس کو اپنا مقصود بنائیں کیا ہم فرقہ مرجیہ کی طرف پلٹ جائیں، قدریہ

کی طرف زیدیہ کی طرف، معتزلہ کی
طرف، خارجی کی طرف، پس ہو گئے
ہم خارجی۔

لو حضرت جی! امام جعفر کی موت نے تمام کو خارجی بنا کر مرتد کر دیا۔ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ امام کی حدیثیں ان کے پاس اس وقت کوئی موجود نہ تھیں جن پر عمل کر کے یقین حاصل کرتے کیا امام مر گیا تھا تو اس کی حدیث تو نہ مر گئی تھی۔

آگے عمران و بکیر جن کو مجلسی نے راوی لکھا۔ ان کا حال حسب ذیل ہے:۔

کہ یہ دونوں زرارہ کے بھائی تھے زرارہ کے تین بھائی تھے دو مذکور اور تیسرا عبدالملک، زرارہ کے دو لڑکے تھے حسن و حسین حمران کے دو لڑکے تھے۔ حمزہ اور محمد اور عبدالملک کا ایک لڑکا عرشین تھا اور بکیر کے پانچ تھے عبداللہ جہم، عبدالمجید عبدالاعلیٰ اور عمر، اور ان تمام کو آل اعین کہا جاتا ہے جیسا زرارہ بن اعین، ان تمام کو رجال کشی ص۱۴۲ پر یہود کی مثل لکھا ہے۔

باقی ہم کو کسی خاص خاص راوی کی جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں۔ جب ہم نقل کر چکے ہیں کہ امام جعفر صادق کے زمانہ تک امام جعفر کو کوئی آدمی مومن سوائے عبداللہ بن یعفور

کے نہ ملا تھا۔ ابان بن تغلب بھی امام جعفر کا شاگرد تھا اور انہی کے زمانہ میں فوت ہوا۔

اب ذرا جابر، یزید اور جعفی محدث کا حال سنیں۔ رجال کشی ص۱۲۸۔

عن جابر بن یزید الجعفی قال حدثنی ابو جعفر بسبعین الف حدیث۔	جابر جعفی بیان کرتا ہے کہ میں نے امام باقر سے ستر ہزار حدیث تعلیم پائی۔

اور اسی رجال کشی کے ص۱۲۶ پر ہے۔

عن زرارۃ قال سئلت ابا عبد اللہ عن احادیث جابر فقال ما رأیتہ عند ابی قط الا مرۃ واحدۃ وما دخل علی قط۔	زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سوال کیا کہ جابر کی حدیث کے متعلق تو فرمایا کہ میرے باپ کے پاس صرف ایک دفعہ آیا تھا اور میرے پاس کبھی آیا بھی نہیں ہے۔

فائدہ:۔ ستر ہزار حدیث کس سے لی تھی؟ جب امام نفی فرما رہے ہیں تو اے حضرات شیعہ اب ستر ہزار حدیث کو اپنی کتب سے نکال ڈالیں۔

اور یہ بھی فرمائیے۔ کہ آپ کے یہ راوی ائمہ سے حدیث نقل کرنے والے صادق ہیں یا کاذب؟ اگر صادق ہیں، تو پھر آپ کا مذہب حق بجانب اور اگر بقول مجلسی امام کی زبانی

ان کا ملعون، کافر، یہودی، کاذب اور مفتری ہونا ثابت ہو چکا تو پھر تو مذہب شیعہ باطل ہوا!

تو خود انصاف کیجئے گا کہ صرف مرثیہ خوانی پر لوگوں کو خراب کر کے ان کی عاقبت برباد نہ کریں۔

پس مختصر بات یہ ہے، کہ اگر ان راویان مذہب شیعہ کو چشم بند کر کے صادق مان لیں، تو ائمہ کا مذہب و دین ایسا مشکل و مشتبہ ہو جاتا ہے کہ دنیا بھر کے شیعہ مل کر ان راویان کو کاذب مان لیں تو مذہب شیعہ دنیا میں ایک منٹ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ کیا خوب مذہب ہے جو لاعن و ملعون سے چل رہا ہے ناظم صاحب ملک النجات نے انبیاء کی میراث کے بارے میں ابوالبختری پر جرح کی تھی، کہ یہ کذاب ہے، اس کے جواب میں میرے محبوب دوست پیر احمد شاہ صاحب نے جواب دئے۔ جب وہ جواب ناچیز کے سامنے آئے، تو میں نے عرض کی، کہ شاہ صاحب! آپ نے جواب میں طول دیا ہے جواب بالکل مختصر ہے، کہ دنیا بھر کے شیعہ مل کر اپنا ایک ایسا راوی پیش کریں جو ثقہ اور صادق ہو۔

ابوالبختری بے چارہ نے شیعوں کی ایک ایک فریبانہ کہانی متقدمین شیعہ کی زبانی بیان کی، کہ شیعہ مذہب کن کن چالاکیوں و فریب کاریوں سے دنیا میں پھیلا سنیوں میں سنی، حنفی،

شافعی، مالکی اور حنبلی بن کر مدرس رہے، کتب اہل سنت میں دست اندازی کی۔ اور موضوع روایات اہل سنت کی کتابوں میں درج کی گئیں نوراللہ شوستری نے مجالس المومنین میں لکھا ہے۔

علماء شیعہ بعلت تمادی استیلائے اصحاب شقاق و استیلائے ارباب تغلب و نفاق ہموارہ در زاویہ تقیہ مخفی بودہ اند خود را شافعی یا حنفی نمودہ اند۔

علماء شیعہ بوجہ ریا ہو جانے زمانہ کے اور تسلط مخالفین و غلبہ متغلبین و منافقین کے ہمیشہ گوشۂ تقیہ میں چھپے رہے اور اپنے کو حنفی یا شافعی ظاہر کرتے تھے۔

اور علماء علی سنے نہج الکرامہ میں فرمایا۔

کثیرا ما رءینا من یتدین فی الباطن بدین الامامیۃ ویمنعہ من اظہارہ حب الدنیا وطلب الریاسۃ وقد رءیت بعض ائمۃ الحنابلۃ یقول انی علی مذہب الامامیۃ فقلت لم تدرس علی مذہب الحنابلۃ فقال لیس فی مذہبکم الغلات والمشاہرات وکان اکبر

ہم نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں، جو باطن میں مذہب شیعہ رکھتے تھے مگر بوجہ محبت دنیا وطلب ریاست کے اس کو ظاہر نہ کرتے تھے اور میں نے دیکھا بعض ائمہ حنبلیہ کو وہ کہتے کہ ہم شیعہ ہیں میں نے ان سے کہا کہ پھر آپ حنبلی مذہب کی تعلیم کیونکر دیتے ہو! تو انہوں نے کہا کہ تمہارے مذہب میں آمدنی اور تنخواہ نہیں ہیں اور ہمارے زمانہ میں شافعیہ کا ایک

مدرس الشافعیہ فی زماننا حیث توفی اوصی ان یتولی امرہ فی غسلہ وتجہیزہ بعض الامامیۃ وان تدفن فی مشہد مولانا الکاظم واشہد علیہ انہ کان علی مذہب الامامیہ

مدرس اعلیٰ، یعنی صدر مدرس تھا جب وہ مرنے لگا تو وصیت کی کہ میری تجہیز وتکفین کسی شیعہ کے سپرد کی جائے اور ہم کو مشہد موسیٰ کاظم میں دفن کیا جائے اور لوگوں کو کہا کہ میں باطن میں شیعہ تھا۔

یہ فریب اس واسطے دیا کہ طلباء کو شیعہ بنانے کا یہی اچھا طریقہ ہے۔ اگر شیعہ کے رنگ میں رنگے نہ گئے تو کم از کم جھگڑے تو ضرور ہو جائیں گے۔

مجالس المومنین میں قاضی نوراللہ صاحب رقمطراز ہیں:۔

بسیارے از اصحاب خود را دیدہ بودم کہ چوں استماع علم عامہ علم خاصہ کردند ہر دو را کہ باہم مخلوط کردند تا آنکہ حدیث عامہ را از خاصہ روایت نمودہ اند و روایت خاصہ را از عامہ

میں نے بہت سے شیعہ کے اصحاب کو دیکھا کہ جب علم عامہ وسنی اور خاصہ شیعہ کا علم حدیث حاصل کر لیا، تو دونوں کو ملا کر سنیوں کی حدیثوں کو شیعوں سے اور شیعوں کی حدیثوں کو سنیوں سے روایت کرتے تھے۔

☆

اس تقیہ بازی کی وجہ سے ان علماء شیعہ کے ہاتھوں سنیوں کی کوئی کتاب نہ بچ سکی۔ آج جس قدر سنی کتب پر شیعہ اعتراض

کرتے ہیں۔ اور تمام روائتیں ان کی خود ساختہ ہیں۔ ان تقیہ بازوں میں حسین بن روح سفیر ثالث امام غیب ہے جس کے متعلق فصل الخطاب ص۲۸ پر ہے۔

ورئیس ھذہ الطائفۃ الشیخ الذی ربما قیل بعصمتہ ابوالقاسم حسین بن روح

قائلین تحریف قرآن کی جماعت کا رئیس وہ شیخ جس کے بارہ میں بہت دفعہ معصوم ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے ابوالقاسم حسین بن روح ہے۔

☆

☆

اس نے اکیس برس امام اور شیعہ کے درمیان سفارت کی حق الیقین کے ص۲۸۱ پر ہے۔

وہ اکیس برس سے زیادہ سفارت و نیابت میں مشغول رہا اور تمام شیعوں کا مرجع تھا۔ وہ اس طرح تقیہ کرتا تھا کہ اکثر سنی اس کو اپنے گروہ سے جانتے تھے اور محبت کرتے تھے۔

فائدہ !۔ یہ تو علماء معصومین کا حال تھا غیر کا کیا کہنا؟ شیعوں کے راویوں نے ہر موقعہ و ہر محل کی حدیث گھڑ لی جب کوئی سوال ہوا، کہ امام تو امامت سے انکار کرتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے تو ان پرزوں نے جواب دیا کہ وہ تقیہ کر کے انکار کرتے تھے۔ ورنہ ان کا مذہب تو شیعہ ہی تھا۔ اور پھر اس پر

سوال ہوا، کہ تقیہ تو صاف جھوٹ ہے، تو جواب دیا۔

اصول کافی باب الثواب)

التقیۃ من دینی ومن دین ابائی لا دین لمن لا تقیۃ لہ۔ — کہ امام فرماتے ہیں کہ تقیہ ہماری اور ہمارے باپ دادوں کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے تقیہ میں تو بڑا ثواب ہے۔

پھر سوال ہوا کہ تم پھر اپنے مذہب کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے تو جواب دیا۔ اصول کافی ص۴۸۵

انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔ — اے شیعو! تم ایسے دین پر ہو کہ اگر اس شیعہ دین کو چھپا رکھو گے تو تم کو خدا عزت بھی دیگا اور اگر ظاہر کرو گے تو تم کو خدا ذلیل کرے گا لہٰذا مذہب کو ظاہر نہ کرنا۔

کیا خوب دین ہے کہ جس کے چھپانے سے عزت اور ظاہر کرنے سے ذلت حاصل ہو، پس معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جو دین اپنے رسول کو دے کر مبعوث فرمایا وہ دین نہیں ورنہ اس کے ظاہر کرنے کا فوری حکم دیا تھا اور رسول نے آتے ہی ظاہر کر دیا مگر شیعہ دین کا چھپانا ہی فرض ہے۔

قال تعالیٰ۔

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ — خدا نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔

فائدہ: لِیُظْھِرَہٗ کے لام کا تعلق اَرْسَلَ کے ساتھ ہے یعنی جب بھیجا اسی وقت دین ظاہر کیا اور شیعہ کا قرن اول میں نام تک بھی نہ تھا۔ اور اب تک اس کے چھپانے میں عزت ہے پھر جب کسی نے سوال کیا کہ لوگوں سے اس دین حق پر مناظرہ کیوں نہیں کرتے؟ تو فوراً کٹھالی میں ڈال کر حدیث بنائی کہ ائمہ نے فرمایا، مناظرہ نہ کرنا ورنہ شیعہ کے دل بیمار ہو جائیں گے۔ یعنی حق کا اظہار دل کی بیماری ہے۔

اصول کافی ص۱۸۳ پر امام جعفر سے:۔

لا تخاصموا بدینکم الناس فان المخاصمۃ ممرضۃ للقلب — لوگوں سے مناظرہ نہ کرنا، کیونکہ یہ مخاصمہ دل کو بیمار کر دیتا ہے۔

آج مولوی اسمٰعیل کو منع کریں۔ اس کا دل تو خدا جانے کیا ہوگا

پھر کسی سُنی نے سوال کیا کہ جب سُنی مسلمان نہیں اور نہ صحابہ کرام تھے تو پھر حضرت علیؓ نے ان کے پیچھے تیئس سال نمازیں پڑھ کر کیوں ضائع کیں۔

جیسا کہ احتجاج مطبوعہ ایران ص۱۵ پر ہے۔

ثم قام وتهيأ وحضر المسجد — پھر کھڑا ہو کر اور تیار ہو کر مسجد میں حاضر
وصلی خلف ابی بکر — ہو کر صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز پڑھی

تو ان جلتے پرزوں نے فوراً امام کی زبانی حدیث ڈھالی - جیسا کہ من لا یحضرہ الفقیہ باب الجماعۃ میں امام جعفرؒ سے روایت ہے کہ سنی کے پیچھے نماز پڑھنے میں اتنا ثواب ہے، کہ جتنا نبی کے پیچھے نماز پڑھنے میں ثواب ہے۔ حماد بن عثمان نے امام جعفرؒ سے

وروی عنہ حماد بن عثمان انہ قال من صلی معہم فی صف الاول کان کمن صلی خلف رسول اللہ فی الصف الاول — روایت کی ہے کہ فرمایا! امام نے جس نے سنیوں کے ساتھ اول صف میں نماز پڑھی وہ شخص اس شخص کی طرح ہے جس نے رسول اللہ کے پیچھے صف اول میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

سنیوں کا شان شیعوں کی زبانی قابل قدر ہے شاباش! شاباش!!
الفضل ما شہدت بہ الاعداء فضیلت وہی ہوتی ہے جس کی گواہی دشمن دے۔

اے شیعو! یہ فضیلت تو تم کو تقیہ کر کے سنیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی دولت ملی - اگر خالص سنی ہو کر پڑھیں تو کتنی ہو گی!!
اگر ان پر سوال ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ میں تراویح جس کو تم حرام کہتے ہو اور متعہ جو صاف زنا ہے اس کو حلال کہتے ہو اور قرآن کو غیر معتبر و محرف و مبدّل کہتے ہو - اگر یہ سچ تھا، تو حضرت

علیؓ نے متعہ کو رواج کیوں نہ دیا؟ قرآن کو صحیح رائج کیوں نہ کیا؟ اور تراویح کیوں نہ مٹائی؟ وغیر ذالک تو یہ جواب دیتے ہیں، جیسا کہ احقاق الحق میں نور اللہ نے دیا ہے ا-

والحاصل ان امر الخلافۃ ما وصل الیہ الا بالاسم دون المعنیٰ! — حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت علی کو خلافت برائے نام ملی تھی۔

پھر جب ان سے سوال ہوتا ہے کہ تم اپنے ان پیش کردہ مسائل کو ائمہ کے پاس جا کر تصدیق کرا سکتے ہو، کہ امام معصوم ہوتا ہے مفترض الطاعت ہوتا ہے - اور خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا جو اصحاب ثلاثہ نے جبراً چھین لی وغیرہ ذلک تو فوراً حدیث بنا کر پیش کر دیتے ہیں کہ ہم تصدیق مسائل کی نہیں کرا سکتے ائمہ ہم کو تمام مسائل بطور تقیہ کے تنہائی میں بتاتے ہیں - جیسا کہ فروع کافی باب المواریث مطبوعہ لکھنو جلد ۳ ص ۵۲ پر زرارہ سے روایت ہے۔

وکانت ساعتی انی کنت اخلوا بہ فیہا بین الظہر و العصر وکنت اکرہ ان اسالہ الاخالیا خشیۃ ان یفتینی اجل ان یحضرہ بالتقیۃ — اور زرارہ کہتا ہے، میرے لئے ایک وقت نماز ظہر و عصر کے درمیان میں تھا سوائے تخلیے میں مکروہ جانتا تھا سوال کرنا اس خوف سے کہ امام باقرؒ مجھے فتویٰ دیدے لوگوں کے سامنے تقیہ کر کے۔

پھر جب ان پر سوال ہوتا ہے۔ کہ اگر حضرت علیؓ کو خلیفہ خدا اور رسول نے بنا کر اعلان کیا تھا تو یہ ایک پیشن گوئی تھی۔ جس کے غلط ہونے سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا اور رسول جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اور یہ امر محال ہے تو جواب دیتے ہیں کہ خدا کو بدا ہو جاتا ہے بھول جاتا ہے۔ جب خدا بھول جاتا ہے تو رسول تو خود بھول جائے گا۔ اساس الاصول ص۲۱۹ پر ہے:۔

اعلموا انّ البداء لا	جان لو تم بہ تحقیق بدا کا کوئی قائل
یقول به احد لانه یلزم	نہ ہو ورنہ لازم آئے گا کہ خدا تعالےٰ
منه ان یتصف البارئ	جاہل ہے۔
تعالیٰ بالجهل كما لا يخفىٰ	

حضرات شیعہ بدا کا معنیٰ الٹ پلٹ کرتے ہیں۔ مگر علامہ دلدار علی نے واضح کر دیا کہ بداء کا معنیٰ جہالت ہے۔ شاباش حضرات شیعہ نے قرآن کو غیر معتبر و محرف بنایا، اصل قرآن کو غار میں چھپایا، رسول کریم کی ختم نبوت کا انکار کر کے پھر ائمہ کو جھوٹا تقیہ باز بنایا آخر خدا کو بھی جہالت سے نہ بچایا۔ شاباش۔

تتمہ ایجاد مذہب شیعہ

عرب خاص کر کے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ مرکز اسلام ہیں۔

پارہ نمبر ۱۳ سورۃ ابراہیم:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِم	اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے
لنخرجنكم من ارضنا او لتعودن	اپنے پیغمبروں کو البتہ نکال دیں گے
فی ملتنا فاوحیٰ الیهم ربهم	ہم تم کو اپنی زمین سے یا تو البتہ ضرور
لنهلكن الظالمين ولنسكننكم	ضرور ہمارے دین میں لوٹ آؤ گے
الارض من بعدهم ذالك	پس وحی کی ان پیغمبروں کی طرف ان کے
لمن خاف مقامی وخاف	رب نے کہ البتہ ضرور ہم ظالموں کو ہلاک
وعيد ۝	کریں گے اور البتہ ضرور تم ان کو کافروں
	کی زمین میں آباد کریں گے ان کے
	پیچھے یہ حکم و انعام اس کے لیے
	ہے جو میرے پاس آنے سے ڈرتا ہے
	اور ڈرتا ہے میرے عذاب سے۔

فائدہ: قرآن کی اس آیت میں خدا تعالےٰ نے ایک قانون بیان فرمایا ہے کہ جس سرزمین میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں وہ زمین مرکز اسلام ہوتی ہے

گو کسی وقت کے لئے عارضی طور پر انبیاء کو کفار نکال بھی دیتے ہیں مگر آخر وہ مرکز اسلام ضرور ہی انبیاء کے قبضہ میں دیا جاتا ہے جیسا کہ فرعون کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو جگہ دی۔

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِہٖ لِبَنِیْٓ	اور فرمایا ہم نے بنی اسرائیل کو آباد
اِسْرَآئِیْلَ اسْکُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ	رہو تم زمین میں پس جب وعدہ
وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ جِئْنَا بِکُمْ لَفِیْفًا	آخرت کا آیا تو ہم تم کو جمع کر کے
	لائیں گے۔

اس آیت سے بھی اظہر من الشمس اور روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ جس ملک میں انبیاء پیدا ہو کر مبعوث ہوتے ہیں، وہ ملک انبیاء و متبعین انبیاء کو بعد ہلاکت کفار کے ضروری دیا جاتا ہے۔ جیسا پہلی آیت ہلاکت ظالمین اور سکونت مومنین سے واضح ہے جیسا اس سے ثابت ہو گیا کہ مرکز اسلام میں کفار کی سکونت امر محال ہے بلکہ اس مرکز سے کفار کو ضروری نکالا جاتا ہے جیسا مسجد حرام سے قطعی ممانعت کر دی گئی، سکونت تو درکنار، دخول مسجد سے بھی منع فرما دیا قال تعالیٰ۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ	مشرک پلید ہیں مسجد حرام کے نزدیک
فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ	اس سال کے بعد نہ آئیں۔
عَامِھِمْ ھٰذَا۔	

مسجد حرام مکہ مکرمہ ہے لہٰذا مکہ شریف کے متولی اور وارث ہونا تو درکنار مکہ کے قریب آنا بھی منع فرمایا۔

قال تعالےٰ:۔

وَمَا کَانُوْٓا اَوْلِیَآءَہٗ اِنْ	مشرکین مکہ مسجد حرام کے متولی نہیں
اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ط۔	بلکہ اس کے متولی متقی پرہیزگار ہیں۔

قال تعالےٰ:۔

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ	اللہ نے بنایا خانہ کعبہ کو گھر عزت
	والا۔

مکہ مکرمہ بھی حرم اور مدینہ طیبہ بھی حرم، اور دونوں مرکز اسلام ہیں اسی وجہ سے مرکز اسلام کو خدا تعالےٰ نے اسلام کے لئے مخصوص فرما دیا کوئی مشرک کوئی یہودی، کوئی کافر کوئی عیسائی مرکز اسلام میں اس کا وارث بن کر نہیں رہ سکتا جو کوئی عیسائی یہودی تھے۔ وہ سب نکال دیئے گئے۔ اسی وجہ سے رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔

لو یجتمع بجزیرۃ العرب	جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں
دینان۔	گے کہ اسلام کے مرکز میں کفر بھی موجود
	ہو۔

اور یہ ظاہر بات ہے جس کو تمام دنیا جانتی ہے کہ کوئی مذہب کوئی دین یا کوئی قوم قطعاً زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کی دینی مرکزی کوئی درسگاہ نہ ہو کوئی تعلیم و علم باقی نہیں رہ سکتا۔ جب تک کوئی اراضی مرکز نہ ہو جس میں درس و تدریس جاری ہو کوئی دریا جاری نہیں ہوتا جب تک اس کا سرچشمہ سے لگاؤ نہ ہو، کوئی نہر جاری

نہ ہو جس کا تعلق دریا سے نہ ہو، کسی کنوئیں یا چشمہ سے پانی جاری نہ ہوگا جب تک اس پانی کا چشمہ سے یا خود کنوئیں سے لگاؤ نہ ہو کوئی بجلی روشنی نہ دے گی جب تک اس کا تعلق مرکز سے نہ ہو اسی طرح سورج چاند چل رہے ہیں مگر ان کو بھی اپنے مرکز سے تعلق ہے۔ قال تعالیٰ:۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ط	سورج اور چاند کر کام میں لگا دیا ایک ایک وقت تک گردش کر رہا ہے تدبیر کرتا ہے کام کی تفصیل سے بیان کرتا ہے نشانیاں اگر تم ساتھ ملاقات رب اپنے کے یقین کرو۔

پس ثابت ہو گیا، کہ کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کا کوئی مرکز نہ ہو۔ ورنہ وہ قوم ایک بھیڑیوں کا ریوڑ ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں یا جیسا بازاروں میں کافی مخلوق ہوتی ہے، کہ ان کا اس جماعت سے لگاؤ نہیں جو مسجد میں نماز کی ہو رہی ہے کہ اس مرکز کا وہ امام ہے جس سے اس جماعت کو لگاؤ ہے پس اس سے سمجھ لو کہ اگر دریا پلید ہے تو نہر پلید اگر کنواں پلید تو تمام پانی پلید بجلی کا مرکز پاور ہاؤس، خراب ہے تو بجلی بند روشنی بھی بند اگر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں جب کفر چھا گیا تو اسلام رخصت و نابود۔ تمام ممالک اسلامیہ کا مرکز مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہے یہی دینی درس گاہ ہے یہی ایمانی درس گاہ ہے یہی تعلیم و تدریس کی درس گاہ ہے اور سرچشمہ

ایمان و اسلام ہے۔ اسی جگہ سے اسلام پھوٹا اور دنیا میں پھیلا۔ تمام دُنیا نے اس جگہ سے ایمان و اسلام و علم حاصل کیا، اسلام کے فدایان کا وطن اور جائے پیدائش مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ہے۔ قرآن عربی، نبی عربی، اسلام عربی اور دین و مذہب عربی ہے۔ قرآن اسلام اور نبی کریم نہ فارسی نہ ایرانی نہ عراقی اور نہ یمنی ہے۔ پس جس دین کا جس مذہب کا تعلق مرکز سے نہیں ہے وہ دین دین نہیں وہ مذہب مذہب نہیں بلکہ وہ ایک جسم ہے جس میں روح نہیں وہ مُردہ ہے اس میں جان نہیں، پھل پھول اسی بوٹے کو لگتا ہے جس کا تنا مضبوط و محفوظ ہو۔ جس درخت کی جڑیں کاٹی گئی ہوں وہ درخت پھل نہیں دیتا جو مذہب اپنے مرکز سے نہیں چلتا وہ یقیناً قابل پھل نہ ہوگا نہ اس سے ثواب حاصل ہوگا خواہ کتنا شاق عمل کرے۔ مذہب وہی ہے جس کا تعلق ہرگز یعنی مکہ شریف و مدینہ منورہ سے ہے۔ قال تعالیٰ۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ	اللہ نے بنایا خانہ کعبہ کو گھر عزت والا لوگوں کے قیام کے لئے۔

اس آیت میں کعبہ کو تمام دنیا کی قیام گاہ اور تمام جہان کا سہارا فرمایا۔

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا۔	اور جب کہ ہم نے کعبہ کو عبادت گاہ اور امن کی جگہ بنایا لوگوں کے لئے۔

اس آیت میں کعبہ کو تمام اسلام کی عبادت گاہ، ثواب گاہ اور
روحانی مرکز فرما کر واضح کر دیا۔
کیونکہ عبادت میں ثواب اسی وقت تک ہوگا جب تک اس عبادت
کا دینی مرکز سے لگاؤ ہو۔ ورنہ بجائے ثواب کے عذاب ہوگا۔
کیونکہ اس عبادت کو دینی معبد خانہ سے لگاؤ نہیں۔

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۔ اس آیت میں فرمایا کہ تمام مسلمانوں کے
ٹوٹے پھوٹے دلوں کی تسکین، جلے دلوں
کے لئے آب حیات اور غمزدوں کے لئے راحت
و شادمانی ہے اس کے ساتھ تعلق رکھنے والا دنیا و آخرت میں مامون و محفوظ ہوگا

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ
كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۔ اس آیت میں فرمایا مسلمانوں کو وہ
مذہب نہیں کہ کسی وقت بھی اپنی مذہبی درس گاہ و روحانی غذا کو بھول جائے
بلکہ ہمیشہ اس کی طرف آئیں دور دور سے دور راستے سے بھی۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔
فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ ۔

ان آیتوں میں فرمایا، مسلمانوں کا فرض ہے، کہ وہ ہمیشہ اس ایمانی روحانی
درسگاہ سے وابستہ رہیں۔ خالی اپنی جانوں کو نہیں بلکہ دلوں کو بھی اسی سے
وابستہ رکھیں۔ اسی وجہ سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلوں کے لئے دعاً
کی طلب کی تھی کہ بار خدایا لوگوں کے دلوں کو مکہ کے متولیوں کی طرف

جھکا دے۔

چونکہ اسلامی دارالامان و دار الخلافت عرب و مکہ و مدینہ طیبہ ہیں
اور دار الخلافت کی حفاظت خود بادشاہ تمام ممالک سے بڑھ
کر کرتا ہے، کہ کوئی دشمن اس پر قابو نہ پائے۔ کیونکہ اگر دار الخلافت
دشمن کے قبضہ میں آجائے تو حکومت گئی۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج
تک عرب میں خاص کر خانہ کعبہ و مدینہ طیبہ پر قابض و متولی اہل
سنت ہی آرہے ہیں۔ اور صحابہؓ کے مذہب پر بھی اہل سنت
والجماعت ہیں۔ کسی خارجی، رافضی اور مرزائی کو ان مقدس
مقامات پر خدا تعالیٰ نے قدم نہیں رکھنے دیا۔ جس کا مطلب
یہ ہے کہ اسلامی دار الخلافت اور اسلامی حکومت کے وارث
وحاکم اہل سنت والجماعت ہی ہیں۔

اگر صحابہ کرامؓ اہل سنت والجماعت حق پر نہ ہوتے، تو یقیناً ان سے
بادشاہ اعلیٰ اور احکم الحاکمین یہ حکومت چھین لیتے۔ اور دار الخلافت سے
نکال دیتے۔ اور اس اسلامی تخت پر اپنے وعدہ کے مطابق
کسی اپنے خاص بندے کو بٹھاتے۔

پس معلوم ہوا کہ سنی مذہب حق ہے اور شیعہ وغیرہ باطل
پر ہیں۔

من بہر جمعیتے نالاں شدم — جفت خوش حالاں و بد حالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من — از درون من نہ جست اسرار من
سر من از نالہ من دور نیست — لیک کس را گوش آں منظور نیست

وَآخر دعوٰنا ان الحمدُ للّٰہ رب العٰلمین

الدّاعی الی الخیر

ناچیز اللہ یار خان سکنہ چکڑالہ ڈاک خانہ خاص ضلع میانوالی

مطبوعہ
زینت پریس لاہور